THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT
Thursday, November 25, 2010
(66th Session)
Volume X No. 03
(Nos. 1-04)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran……………………..…..	1
2.	Leave of Absence………………………………………..	2
3.	Ruling of the Chairman Senate on RGST's legal position..	2-3
4.	Further Discussion on The Reformed General Sales Tax Bill, 2010……………………..………………………	4-51

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume X — SP. X(03)/2010
No. 03 — 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, November 25, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at one minute past twelve at noon with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ وَ اشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَۃٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

ترجمہ: اور جب اللہ نے ان لوگوں سے پختہ وعدہ لیا جنہیں کتاب عطا کی گئی تھی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے صاف صاف بیان کرو گے اور (جو کچھ اس میں بیان ہوا ہے) اسے نہیں چھپاؤ گے تو انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت وصول کرلی، سو یہ ان کی بہت ہی بُری خریداری ہے۔ آپ ایسے لوگوں کو ہرگز (نجات پانے والا) خیال نہ کریں جو اپنی کارستانیوں پر خوش ہو رہے ہیں اور ناکردہ اعمال پر بھی اپنی تعریف کے خواہشمند ہیں (دوبارہ تاکید کے لئے فرمایا) پس آپ انہیں ہرگز عذاب سے نجات پانے والا نہ سمجھیں، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

سورۃ آل عمران (آیات 87تا188)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave applications لے لیتے ہیں۔

Leave Of Absence

جناب چیئرمین: جناب محمد ہمایوں خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر ہمایوں عزیز کرد وزیر برائے لائیوسٹاک و ڈیری ڈیویلپمنٹ نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض مصروفیات کے باعث حالیہ مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Ruling of the Chairman Senate on RGST's Legal Position

Mr. Chairman: I will now announce the ruling which was reserved yesterday. Mr. Wasim Sajjad Leader of the Opposition rising on a point of order contented that the Reformed General Sales Tax Bill, 2010 which has been laid before the Senate on 12th November, 2010 in pursuance of the provisions of Article 73 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973 provides for the levy of taxes and according to Article 77 of the Constitution, "no tax shall be levied for the purpose of the Federation except by or under the authority of an Act of Majlis−e−Shoora (Parliament)." He has also contented that "under Article 50 of the Constitution Majlis−e−Shoora (Parliament) of Pakistan consists of the President and two Houses i.e., the National Assembly and the Senate." Thus Mr. Wasim Sajjad has argued that instead of simply laying the said Bills before the Senate for making recommendations in terms of Article 73 of the Constitution, it should have been introduced in either House and after its passage by that House, it should also be passed by the other House as no tax can be levied for the purposes of the Federation except by or under the authority of an

Act of Majlis-e-Shoora as envisaged in Article 77 of the Constitution.

Dr. Babar Awan Federal Minister for Law and Justice in rebuttal contended that the two Bills under discussion before the House are Money Bills and fall within the ambit of Article 73 and as such these Bills have rightly been laid before the Senate for making appropriate recommendations thereon.

Senator Mian Raza Rabbani adopting the arguments of the Law Minister Dr. Babar Awan invited the attention of the Chair towards the "definition clause" as mentioned in Article 260, Clause (1); it says that "Act of Majlis-e-Shoora(Parliament)" means an Act passed by the Majlis-e-Shoora (Parliament) or the National Assembly and assented to, or deemed to have been assented to by the President.

Senator Syed Zafar Ali Shah taking part in the discussion pointed out to the definition of Federal Law contained in the said Article which means a law made by or under the authority of Majlis-e-Shoora (Parliament). I have carefully gone through the relevant provisions of the Constitution and the arguments advanced by the learned members. The provisions of Article 73, Clause (1) of the Constitution, clearly provides for the procedure regulating a Money Bill. At the very outset it states "notwithstanding anything contained in Article 70, a Money Bill shall originate in the National Assembly." This clarified that the Money Bill can't originate in the Senate. However, the proviso to Clause (1) of the said Article requires that simultaneously when a Money Bill is presented in the National Assembly a copy thereof has to be transmitted to the Senate which may within fourteen days make recommendations

thereon to the National Assembly. Clause (2) of the said Article further defines the Money Bill which contains methods concerning *inter alia* imposition/obligation/remission/alteration or regulation of any tax. It may be added that Clause (4) of the said Article clearly provides that if any question arises that whether a Bill is a Money Bill or not the decisions of the Speaker of the National Assembly thereon is final. There are no two opinions about the fact that the Money Bill originates in the National Assembly and if passed by, is presented to the President for assent bearing a certificate under the hand of the Speaker of the National Assembly that it is a Money Bill and such certificate is conclusive for all purposes and can't be called in question. A Money Bill passed by the National Assembly and assented to by the President is an Act of Majlis-e-Shoora as defined in Clause (1) of Article 260 of the Constitution.

In view of the above I am of the view that the two Bills mentioned above have rightly been laid before the Senate in terms of Article 73 of the Constitution and the specific procedure laid down in the said Article will have to be followed. The objection raised by Mr. Wasim Sajjad is, therefore, not tenable and is accordingly ruled out of order.

Now, S.M. Zafar Sahib, please start the debate on the two items.

Further Discussion on the Reformed General Sales Tax Bill, 2010

سینیٹر ایس ایم ظفر: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اس Bill کے آئینی اور تکنیکی معاملات میں نہیں الجھنا چاہتا۔ ایک پر تو آپ نے ruling دے بھی دی ہے، دوسرا مسئلہ ابھی آپ کے سامنے pending ہے۔ میں اس Bill کی ضرورت، افادیت اور حکومت کے اس موقع پر ٹیکس لگانے کے اختیارات پر کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے اس قانون کو تفصیل سے پڑھا ہے۔ دراصل یہ Sales Tax Act, 1990 کا متبادل قانون ہے اور یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ ایک ترمیمی قانون ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ترمیمی قانون وہ ہوتا ہے جس میں پہلا قانون موجود رہے اور اس کی شقوں میں تبدیلی لائی جائے۔ اس کے برعکس، اگر آپ اس قانون کی دفعہ 104 دیکھیں تو اس کے مطابق، اس Bill کے ذریعے General Sales Tax Act, 1990 کو منسوخ کردیا گیا ہے، repeal کردیا گیا ہے۔ گویا کہ یہ ایک بالکل ہی نیا قانون ہے جو پرانے act کو منسوخ کرکے، اس کی جگہ لایا گیا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ نیا مالی بِل اب کیوں دوبارہ لایا جارہا ہے اور اس کو نیا مالی بِل ہی کہا جانا چاہیے۔ کیا حکومت کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ وہ سال کا بجٹ پیش کرلینے کے بعد، ایک مالی بِل پہلے منظور کروالینے کے بعد، اتنی جلدی اور چند مہینوں کے اندر اندر ایک اور مالی بِل، ایک لحاظ سے ایک نیا money bill لے کر آجائے؟ کیا حکومت کو ایسی اجازت ہونی چاہیے؟ یہ پارلیمانی روایات کے بھی منافی ہے اور یہ bad governance کی ایک بد ترین مثال ہے جو کہ ایک حد تک تو برداشت ہوسکتی ہے لیکن اس حد تک نہیں جتنی کہ اب کی جارہی ہے۔ جناب! اس سے واضح ہے کہ حکومت اپنے وسائل اور اخراجات کے متعلق غلط اندازے لگاتی رہی ہے۔ دراصل صرف غلط اندازے ہی نہیں لگاتی رہی بلکہ یہ اس بات کا ثبوت ہے اور اس بات کی شہادت ہے کہ حکومت اپنے وسائل کے اندر رہنا نہیں چاہتی۔

جناب چیئرمین! عوام ٹیکس کیوں دیتے ہیں یا عوام کو ٹیکس کیوں دینا چاہیے؟ عوام کو جب یہ معلوم ہو کہ اس سے وصول کی ہوئی رقم ملکی مفاد میں خرچ ہوگی یا ان معاملات پر خرچ ہوگی جن کا آئین تقاضا کرتا ہے اور حکومت وہ پورا کرکے دکھائے، تو عوام ٹیکس دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر عوام سوال ضرور پوچھتے ہیں۔ کیا ہماری حکومت ایسا کرسکی ہے؟ کیا وہ عوام میں وہ اعتماد پیدا کرسکی ہے کہ عوام یہ کہیں کہ آپ نے آئینی تقاضے پورے کردیے ہیں، اس لیے ہم بھی ٹیکس دیں گے۔ آئیے! پہلے دیکھتے ہیں کہ ٹیکسوں کے لیے آئین، حکومت سے کیا تقاضے کرتا ہے۔ آئین کے ابتدائیے

(Preamble) میں درج ہے کہ پاکستان میں ایک ایسا نظام قائم کیا جائے گا جس میں مساوات ہو گی، جس میں لوگ برابری کے اصول پر چلیں گے۔ پھر کہا جارہا ہے اور میں آئین سے quote کر رہا ہوں، معاشرتی انصاف ہوگا، social justice مہیا کیا جائے گا اور یہ کہ پاکستانی شہری فلاح و بہبود حاصل کر سکیں گے اور اقوامِ عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام بھی حاصل کریں گے۔ یہ جتنی بھی چیزیں میں نے ابھی عرض کی ہیں، ان میں سے کیا حاصل ہوسکا ہے، میں یہ سوال آپ پر اور ایوان پر چھوڑتا ہوں۔

پھر آئین، حکومت کی حکمتِ عملی (policy of the state) بھی بیان کرتا ہے اور اس کی بڑی واضح نشاندہی کرتا ہے۔ Article 37 میں کہا گیا ہے کہ کم سے کم مدت میں ناخواندگی کو ختم کر دیا جائے گا۔ ناخواندگی ختم ہونے کی بجائے بڑھ رہی ہے۔ سستے اور سہل انصاف کا حصول ہوگا۔ وہ ناممکن دکھائی دے رہا ہے۔ عام آدمی کا معیارِ زندگی بہتر بنا دیا جائے گا۔ وہ بد تر ہوتا جارہا ہے۔ Article 38 کے مطابق، دولت اور وسائل کو چند ہاتھوں میں جانے سے روکا جائے گا۔ یہاں امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جارہا ہے۔ شہریوں کو مناسب روزگار کی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ روزگار تو ایک طرف، بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔

جناب چیئرمین! ایک ریاست کیوں بنائی جاتی ہے؟ کسی بھی ریاست کے، چاہے وہ پاکستان ہو، چاہے دنیا کی کوئی بھی ریاست ہو، بنانے کی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ عوام کو جان و مال کا تحفظ دے گی۔ پاکستان میں آج کیا صورتحال ہے، آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ بنیادی اصول یہ ہے کہ ریاست عوام کو ظلم اور زیادتی سے بچائے گی، اگر وہ نہ بچا سکے تو جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ پھر ایسی حکومت اور ایسی ریاست خود محفوظ نہیں رہتی۔

جناب والا! یہ تمام وہ معاملات ہیں جن کی وجہ سے ہر شہری اور پاکستانی پوچھتا ہے کہ ہم مزید ٹیکس کیوں دیں۔ وزیرِ خزانہ اس وقت موجود نہیں ہیں، خود ایک بڑے شریف انسان ہیں لیکن ایک ناقابلِ دفاع بِل کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس قانون کے ذریعے، ہم نے صرف گزشتہ قانون میں ترمیم کی ہے اور اس سے عوام پر کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔ جناب! ان کے اس بیان کے بعد میں نے اس قانون کو دوبارہ پڑھا۔ اس میں 700 نئے items کا اضافہ کیا گیا ہے جو پہلے exempt تھے، جو 1990 کے قانون میں نہیں تھے، اب اس قانون میں ڈال دیے گئے ہیں۔ اس پر یہ کہنا کہ مہنگائی نہیں بڑھے گی یا بوجھ نہیں پڑے گا، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے حکومت کی آمدن بڑھے گی اور اربوں روپے کی وصولی بھی ہو گی۔ اس لیے یہ کہنا کہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگے گا یا کوئی بوجھ

نہیں پڑے گا، یہ الفاظ کی جادو گری تو ہو سکتی ہے لیکن صحیح بات نہیں ہے۔ لہٰذا، پہلا سوال اپنی اس مختصر گفتگو کے ساتھ، میں یہ کرتا ہوں کہ عوام ایسی صورتحال میں، جس کا میں نے نقشہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور اس سے پہلے بھی اس ایوان میں لوگوں نے بتایا کہ معاشرے کی کیا صورتحال ہے، ایسی صورت میں جبکہ حکومت اپنے فرائض پورے نہیں کررہی جس کا آئین بھی تقاضا کرتا ہے، جو ایک ریاست کی بنیاد ہوتی ہے وہ تقاضے پورے نہیں ہورہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عوام ٹیکس کیوں دیں۔ عوام کے نمائندے جو یہاں بیٹھے ہیں، وہ عوام کے اس سوال کا جواب نفی میں نہ دیں تو اور کیا دیں۔ جب عوام پوچھتے ہیں کہ حکومت تقاضے پورے نہیں کررہی تو ہم ٹیکس کیوں دیں تو ہمارا بھی جواب یہ ہوگا کہ آپ کو ٹیکس نہیں دینا چاہیے۔ اس لحاظ سے میں یہ کہوں گا کہ no performance, no taxation, that should be the principle if the Government does not perform, there can be no taxation to be paid. ہم عوامی نمائندے کیوں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔

جناب چیئرمین! نئے taxes نہ لگانے کی ایک اور وجہ بھی ہے اور وہ ہے کرپشن۔ عوام مزید اپنی آمدن، کرپشن کی بھٹی میں جھونکنا نہیں چاہتے۔ ٹیکس اور ایک ایماندار حکومت کا بڑا قریبی رشتہ ہوتا ہے۔ ایماندار حکومت کو رعایا خوشی سے ٹیکس دیتی ہے۔ ایسی حکومت جس کی ایمانداری نہ صرف مشکوک ہو بلکہ جس کے چرچے صبح شام، اندرونِ ملک اخبارات اور میڈیا اور بیرونِ ملک میڈیا کی زینت بنے ہوئے ہوں، ایسی حکومت جس کی کرپشن میں Transparency International کے حساب سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہو، جس کے وزراء ایک دوسرے کی کرپشن کے معاملات کھول کھول کر ہمارے سامنے بیان کر رہے ہوں، جناب! ایسی حکومت کو کون ٹیکس دینا چاہے گا۔ کون چاہے گا کہ وہ کرپشن میں خود اضافہ کرے اور اس ٹیکس کی بڑھوتی کے ذریعے اس کرپشن کی بھٹی کو اور جلتا رہنے دے۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ ہم سب چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنی اس ریاست کو، اپنی دولت اور اپنے ٹیکسوں سے زیادہ مالامال اور بہتر کرسکیں لیکن وہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کہ حکومت ان تقاضوں کو پورا کرے جو آئین میں دیے گئے ہیں اور اپنی کرپشن کو کم کرے۔ ہم اس furnace میں، حکومت کی اس کرپشن کی بھٹی میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتے۔

میری وزیرِ خزانہ سے درخواست ہوگی کہ وہ اس قانون کو فی الحال واپس لے لیں۔ پہلے اپنی حکومت کی شکل درست کریں، پھر دوبارہ واپس اس Bill کو لے کر آئیں۔ باالفاظِ دیگر، اپنی بات کو مختصر

کرتے ہوئے، no performance, no more taxation and no taxation for corruption. شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی حسیب خان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! سابق سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب یہاں gallery میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی حسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ایسے مسئلے پر بولنے کی اجازت دی ہے کہ جس نے پورے ملک میں ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔ غریب عوام ویسے ہی روزمرّہ کی چیزوں سے بہت دور جا چکے تھے، خودکشیاں اور فاقے ہو رہے تھے، ایسے موقع پر RGST کا Bill آیا ہے۔ اس ظلم اور ناانصافی کے خلاف MQM اپنا ایک مؤقف رکھتی ہے اور کسی حالت میں بھی کسی ایسے اقدام کی جو کہ غریب اور متوسط طبقے کو نقصان پہنچائے، حمایت نہیں کرے گی۔ جناب والا! میں آج اس مسئلے پر بات نہیں کروں گا کہ ہم نے IMF سے قرضہ کیوں لیا اور ہم اتنے مجبور کیوں ہو گئے کہ IMF کے کہنے پر RGST لگا رہے ہیں، میں اس پر بات نہیں کروں گا کیونکہ یہ الگ موضوع ہے لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ جن کے ہاتھ پھیلے ہوئے ہوتے ہیں، ان کے سر اونچے نہیں ہوا کرتے اور جن کے ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں، اگر اب وہ RGST لگانا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ RGST نافذ کرنے کے لیے FBR کے پاس infrastructure نہیں ہے۔ وہ FBR جو کہ بیس سالوں سے sales tax کو documented نہیں کر سکا، اس نے VAT کو کپڑے پہنا کر RGST کی شکل نکالی ہے، وہ اس کو نافذ کر کے رقم وصول کر لے گا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ خام خیالی ہے، کیونکہ میرے خیال میں RGST جو بہت simple تھا، جب وہ اس کو documented نہیں کر سکے تو یہ کیسے ممکن ہے؟ دنیا کے تمام ممالک جنہوں نے VAT کو نافذ کیا انہوں نے سب سے پہلے اپنی economy کو documented کیا، اس کے بعد VAT لگایا، وہ بھی بہت modest تھا وہ 5% VAT سے زیادہ نہیں لگایا گیا تھا لیکن ہمارے ہاں یہ RGST کی شکل میں لگایا گیا ہے۔

جناب والا! بہت سی باتیں ہو گئی ہیں، میں بغیر تفصیل میں جائے ہوئے ایم کیو ایم کا مؤقف بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہے، یہ ظلم ہے، ان لوگوں پر جو already tax pay کر رہے ہوں، ان پر مزید بوجھ ڈالا جائے اور ان لوگوں سے جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد سے آج تک ٹیکس نہیں دیا، ٹیکس نہ لیا جائے۔ میری پارٹی کا مؤقف ہے کہ ہمیں ہر حال میں agricultural income پر tax لینا چاہیے، اسی شرح سے لینا چاہیے جو شرح آپ نے عام آدمی پر لگائی ہوئی ہے یعنی پچیس ہزار روپے کی آمدنی پر ٹیکس لگایا ہے، then why not on the income of the agriculture. اس کے علاوہ ہماری معاشی بدحالی کی بڑی وجوہات ہیں، اس پر مختلف لوگوں نے روشنی ڈالی، میں بغیر تفصیل میں جائے چند گزارشات پیش کروں گا۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ایک مرتبہ income tax لگانے کے بعد جو سب سے زیادہ توجہ طلب بات ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں معیشت کی بدحالی کو دیکھنا ہوگا کہ کہاں کہاں پر corruption ہو رہی ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہے، پارلیمنٹ کے سامنے ہو رہی ہے، عوام کے سامنے ہو رہی ہے۔ ہماری معاشی بدحالی کی سب سے بڑی بنیاد corruption ہے۔ میں ایک مثال دوں گا کہ sugar crisis پر جب ہماری عدالت نے فیصلہ دیا کہ یہ چالیس روپے کلو ہوگی، اس کے بعد چینی ایک سو پچیس روپے کلو پر بھی گئی، درمیان میں پچاسی روپے کا فرق آیا، پھر پچاسی روپے کا جو فرق آیا، اس پر revenue کا کتنا نقصان ہوا؟ اس پر عوام کا کیا نقصان ہوا؟ مل مالکان ہوں یا stakeholders ہوں، میں یہ بات کیسے مان لوں کہ TCP کے پاس تین لاکھ ٹن چینی پڑی ہوئی ہو، ملوں میں پڑی ہو، stockists کے پاس پڑی ہو اور صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اس چینی کو فراہم نہیں کر سکے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی cartel ہے۔ اگر آپ corruption کو دیکھیں تو چینی کی مثال لے لیں کہ یہ کیسے کی گئی۔ اسی طرح گندم کے بارے میں ہے کہ اس کی support price کی بنیاد پر زمینداروں اور جاگیرداروں کو کتنے پیسے دیے گئے اور کتنی corruption کی گئی، اس چیز کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ FBR میں corruption ایک بنیادی چیز ہے۔ نااہل ہونا الگ بات ہے اور corrupt ہونا الگ بات ہے۔ پہلے CBR تھا اب FBR ہے۔ آپ دیکھیں zero rated پر بڑی بحث چل رہی ہے، zero rated کیا چیز ہے، payment کرنے کے بعد آپ export کر کے پیسے لے لیتے تھے اور آپ کو ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ 2005 میں جب یہ آیا zero rated آیا تو پھر کیا ہوا؟ دو لوگ مل گئے، ایک جنہوں نے export کی اور دوسرا FBR, ان دونوں نے مل کر جب

refund claim کیا تو آمدنی کی receipt کم تھی اور FBR سے جو payment receive کر لی، وہ زیادہ تھی، یہ record میں موجود ہے، آپ پتا کر سکتے ہیں۔ اس corruption کی بنیاد پر ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہمیں FBR پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اسے streamline کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات ہیں، عام معنی میں ہم اسے عیاشیاں بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک مثال دوں گا کہ ہمارے non-developmental expenditures دیکھیں، چائنا میں ایک ارب پینتیس کروڑ کی آبادی ہے، وہاں پر چودہ وزارتیں ہیں۔ انڈیا کی آبادی ایک ارب ستائیس کروڑ ہے جبکہ وہاں پر وزارتوں کی تعداد چھبیس ہے۔ امریکہ کی آبادی بتیس کروڑ ہے اور وہاں پر وزارتوں کی تعداد چودہ ہے۔ برطانیہ میں تیرہ کروڑ کی آبادی ہے اور بارہ وزارتیں ہیں یعنی تقریباً تین ارب سات کروڑ کی آبادی رکھنے والے ممالک کی وزارتوں کی کل تعداد چھیاسٹھ ہے جبکہ میرے ملک میں جہاں پر آبادی صرف سترہ کروڑ ہے یہاں پر چھیانوے وزراء ہیں۔ یہ ایک ہی مثال کافی ہے، آپ اس پر غور کریں، میں یہ نہیں کہتا کہ ایوان صدر کا خرچ کتنا ہے، یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ اگر آپ ان چیزوں کی scrutiny کریں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ہم کن کن مقامات پر کتنے پیسے ضائع کرتے ہیں اور پھر ان لوگوں سے ٹیکس کی شکل میں وصول کرتے ہیں جو کہ already tax pay کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Dr. Khatu Mal, please maintain the decorum, otherwise I will take action.

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! ہم نے public sector کے حوالے سے بھی بہت باتیں کی ہیں۔ PIA ہو، Steel Mills, PEPCO ہو یا کوئی اور ادارہ ہو، ان کے نقصانات کا اثر direct معیشت پر ہوتا ہے۔ میں تو اس سے آگے جاؤں گا، PSO profitable public sector ادارہ ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس میں صحیح، دیانتدار اور اہلیت کی بنیاد پر آدمی لگائیں تو آپ کو اس کا profit پچھتر ارب روپے زیادہ مل سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! سیلاب کی بات میں کیا کروں، جہاں پر سیلاب آیا ہے، وہاں کا زمیندار تو کچھ نہیں دے رہا اور آپ ان لوگوں سے لینا چاہتے ہیں جو already tax pay کر رہے ہیں اور زمینداروں کو بالکل چھوڑا ہوا ہے کیونکہ ان پر ٹیکس کا کوئی نظام ہی نہیں ہے۔ وہ اپنے علاقے میں رہ رہا ہے اور کچھ بھی نہیں دے رہا ہے جبکہ باقی لوگ ٹیکس ادا کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ قرضے لوٹے گئے، معاف کرائے گئے، معاف کروانے والے اور معاف کرنے والے، دونوں مجرم ہیں۔ الطاف بھائی نے سپریم کورٹ کو خط لکھا کہ ان لوگوں کو سامنے لایا جائے جنہوں نے قرضے معاف کرائے ہیں۔ اگر آپ ان لوگوں کو پکڑلیں تو میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کے پاس کتنے پیسے آئیں گے۔آپ اس GST سے کیا لے لیں گے، چھ مہینوں میں ساٹھ ارب روپے لے لیں گے یا پورے سال بھر میں ایک سو ارب یا ڈیڑھ سو ارب روپے لے لیں گے۔ پورے پاکستان میں قیامت آئی ہوئی ہے، میں اس کی روشنی میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں سے کہاں کہاں پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر نیت میں دیانت ہو تو عمل میں بھی دیانت ہوتی ہے۔ میں ایک بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ agricultural income tax آپ لگا دیں اور جو گزارشات میں نے آپ کو پیش کی ہیں ان میں تمام corruption کا ذکر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر میری پارٹی ان تین ترامیم کے ساتھ RGST میں آپ کے ساتھ تعاون کرے گی لیکن بنیادی شرط یہ ہے کہ ان لوگوں پر جنہوں نے 60 سال سے اس ملک کو کچھ نہیں دیا سوائے لوٹنے کے، income tax لگایا جائے۔

جناب چیئرمین! میں بالکل آخری جملہ کہہ رہا ہوں کہ RGST کی بجائے ہمیں refined taxes system لانا چاہیے یہ ہمارے ملک کی بقا ہے اور یہ ہمارے غریب آدمیوں کو روٹی دے گا۔ باقی چیزیں سب بے کار ہیں۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک resources کا تعلق ہے۔ پاکستان کو resources کی generation اور resources کی اشد ضرورت ہے کیونکہ پچھلے دس سال میں tax to GDP ratio پاکستان میں تقریباً 14.9% سے کم ہو کر تقریباً 9% پر آچکی ہے۔ اگر آپ اس کو calculate کریں تو ہم 800 ارب روپے کی بات کر رہے ہیں کہ اگر 14.9% consistently at least اس level پر رہتا اگر increase نہ بھی ہوتا اور جب یہ year after year ہم دیکھ رہے تھے کہ tax to GDP ratio نیچے جا رہی ہے اور corrective measures جن کو آج ہم reforms کا نام دے رہے ہیں، وہ کرتے رہتے اور قومیں یہی کرتی ہیں کہ دس سال کے بعد نہیں جاگتیں بلکہ regular

review ہوتا ہے اور جب tax to GDP کی ratio نیچے جاتی ہے تو alert ہو جاتے ہیں کیونکہ ظاہر ہے آمدنی نہیں ہوگی تو fiscal deficit بڑھے گا اور fiscal deficit بڑھے گا تو public debt بڑھے گا اور public debt بڑھے گا تو آپ کی debt servicing اور آپ کی جو space ترقیاتی کاموں کے لئے اور social safety net کے لئے ہوتی ہے وہ سکڑتی جاتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑی بات ہے، criminal negligence ہے I don't want to do the blame game لیکن as nation, as country it is criminal negligence on our part کہ ہم 14.9% کی tax GDP ratio آہستہ آہستہ کم کرتے کرتے آج 9% پر کھڑے ہیں۔ معاملہ چونکہ حکومت نے نومبر 2008 میں IMF سے طے کیا، کچھ conditionalities تھیں اور ان میں ایک یہ بھی شرط تھی جیسا کہ وزیر خزانہ جناب حفیظ شیخ صاحب نے بتایا کہ ہم GST یا VAT کا ایک قانون لائیں گے جس پر کافی زیادہ exemption, leakages اور اس ٹائپ کے views ہیں ان کو ہم ٹھیک کریں گے۔ شروع میں بہت زیادہ high hopes تھیں کہ 300 ارب سے 500 ارب additional ہوگا۔ جب ہم نے meetings میں confront کیا IMF کو اور حکومتی نمائندوں کو تو آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے آج ہم قانون لا رہے ہیں اس کا expected ہدف تقریباً 50 ارب سے 60 ارب روپے ہے اگلے چھ مہینوں میں، پہلی جنوری سے 30 جون تک اور اگلے سال میں یعنی complete implementation کے بعد تقریباً 200 ارب روپے کی بات ہو رہی ہے۔ This is the revised لیکن ابھی بھی یہ جو قانون ہے مثلاً Finance Committee میں جو colleagues میرے ساتھ تھے they will bear me out کہ میں نے پوچھا medicines کے اوپر کیا ہوگا جب کہ آپ کہہ رہے کہ یہ life saving drugs ہیں ان کو ہم exempt کریں گے تو وہ کونسی life saving drugs ہیں، کون اس کو define کرے گا، کسی کے لئے Paracetamol life saving drug ہو سکتی ہے، کسی کے لئے heart کی angina کی سب سے مہنگی ترین دوائی اور کینسر کی مہنگی ترین دوائی ہو سکتی ہے۔ تو imported جو ہیں اور جو medicines آپ کے پاس نہیں ہیں اور complicated disease like کینسر ہے وہ تو ساری imported drugs ہیں اور بہت مہنگی ہیں۔ تو life saving drugs جو ہیں ان کو define کرنا ہے۔ میں نے ایک suggestion دی کہ کیا ہم تمام دوائیوں کو نکال سکتے ہیں کیونکہ پچھلے بیس سال سے مختلف regimes میں جب بھی دوائیوں کے اوپر GST یا کوئی ٹیکس یا ایکسائز ڈیوٹی یا کچھ

لگانے کی کوشش کی تو وہ مکمل ناکام ہوگئے ہیں اور چند مہینوں کے بعد اس کو withdraw کر دیا گیا۔ تو آپ کو یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ ہمارا جو FBR ہے they were not prepared میں نے کہا کہ مجھے بتائیں کہ آپ کا جو ہدف ہے اس سال 50 ارب روپے یا 60ارب روپے کا اگلے سال 200 ارب روپے کا تو اس میں medicines and drugs sector سے آپ کو کیا توقع ہے؟ دس ارب روپے، بیس ارب روپے یا تیس ارب روپے تاکہ کمیٹی ایک conscious recommendation دے کہ جناب! ان غریبوں پر جو اتنے پسے ہوئے ہیں کم از کم دوائیوں کی قیمتوں میں ان پر مزید بوجھ نہ پڑے لیکن with all due respect جناب چیئرمین! ان کے پاس working نہیں تھی۔ ہوا یہ ہے کہ یہ کام سارا تیزی میں ہو رہا ہے، ایک مجبوری کے تحت کیا جا رہا ہے اور ایک dictation کے تحت کیا جا رہا ہے۔ ہم تمام محب وطن پاکستانی ہیں۔ ادھر بھی ہیں اور ادھر بھی ہیں۔ ہر ایک کو اس کا احساس ہے کہ پاکستان کے problems کیا ہیں اور ان کو کیسے handle کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی unreasonable اور unrealistic attitude ہوگا کہ بندہ ان چیزوں کو مد نظر نہ رکھے اور ایسی چیزوں کے اوپر صرف سیاست کرے لیکن اب آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے قانون کو Cabinet میں لے کر جانا ہے rules of business کے تحت کیونکہ یہ money Bill ہے اور اس کے بعد آپ نے National Assembly میں لانا ہے۔ اس کی نوک پلک اور اس کی خامیاں آپ اچھی طرح دور کرتے اور یہ کام Law Ministry کا ہے کہ وہ تمام کام کرے۔ میں نے کمیٹی میں Law Ministry کے جو representatives تھے ان سے frank بات کی کہ آپ بتائیں کہ آپ نے اپنا کام بروقت مکمل کیا تھا، کیونکہ اس میں اتنی خامیاں apparent نظر آرہی تھیں تو انہوں نے صاف کہا کہ ابھی ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایک مجبوری کے تحت اس قانون کو National Assembly میں پیش کیا گیا اور یہاں پر lay کیا گیا۔ اب time ہے کہ ان خرابیوں کو دور کیا جائے لیکن یہ ایک ہمارا failure ہے کہ ہم جب negotiate کرتے ہیں پاکستان کے behalf پر تو پتا نہیں ہمارے ہاتھ پاؤں کیوں پھول جاتے ہیں؟ اب یہ ماضی کی بات ہے لیکن میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ اگر ہم ان کو یہ کہتے کہ آپ کا ہدف کیا ہے، آپ کو پیسے کتنے چاہییں تو یہاں تک تو ٹھیک ہے کہ lender کہے کہ آپ 50 ارب اپنی آمدنی بڑھائیں یا آپ 100 ارب بڑھائیں لیکن وہ tools ہمیں نہ دیں کہ آپ اس طرح بڑھائیں اور آپ غریب کا باقی خون بھی چوس لیں، آپ فلاں جگہ سے اور فلاں تاریخ تک لیں۔ یہ ان کا کام نہیں ہے۔ میں نے main problems آپ کو عرض کر دیے ہیں کہ

tax to GDP ratio کی fall آئی ہے اور اس کی وجہ سے ہمارا serious problem ہے۔ ہم 700 ارب یا 750 ارب پر fiscal deficit بجٹ خسارے کو لے گئے ہیں جو کہ تقریباً 150 ارب ہوتا تھا آج سے دس سال پہلے اور اسی وجہ سے ہمارے قرضے 2009 سے 46 ارب سے بڑھ کر 30 جون 1999 کو آج 9500 ارب پر پہنچ چکے ہیں it is an unsustainable debt position of Pakistan. یہ ان countries کی طرح ہماری debt profile بن گئی ہے جیسے Yugoslavia تھا ٹوٹنے سے پہلے۔ اسی طرح مہنگائی کا بھی وہی حال ہے۔ یہ ساری چیزیں interlinked ہیں۔ ہم اگر نوٹ چھاپیں گے اس fiscal deficit کو پورا کرنے کے لئے تو یہی ہوگا۔ دوسری طرف ہماری GDP growth کا برا حال ہے۔ یہ دونوں چیزیں they go hands in gloves with each other. اگر آپ کی مجموعی قومی پیداوار نہیں بڑھے گی اور دوسری طرف چیزوں کی کمی ہوگی اور آپ نوٹ چھاپتے جائیں گے تو more money will chase and will buy less goods. The average unit price will go up. یہ کوئی بہت مشکل سائنس نہیں ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرف revenue generation کے لئے ہمیں کام کرنا چاہیے۔ ہم نے اور ہماری پارٹی نے time and again یہ کیا اور کچھ misunderstanding کہہ لیں یا misinformation یا disinformation پھیلائی جا رہی ہے۔ پھر چیف منسٹر آف پنجاب نے CCI میں 8 نومبر کو کیا، بالکل کیا، accept کیا۔ میں تو آج بھی کہہ رہا ہوں کہ revenue generation is need of the hour for Pakistan but first let us sit together کہ آپ 50 ارب یا 60 ارب کے لئے تو محنت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن جہاں آپ کو 700 ارب یا 800 ارب جو اس ملک نے کھویا ہوا ہے tax to GDP ratio اگر وہ ہم بچا سکیں تو کیوں نہ ہم اس کے لئے کام کریں۔ وہ concept clearance تھی لیکن that must read on 10th of November, PML(N)'s letter ہمارے لیڈر میاں نواز شریف صاحب کا خط جو President Zardari *Sahib* کو گیا تھا۔ it has been made public اور ان کا سولہ نومبر کو interim جواب بھی آچکا ہے، we are grateful اور we are looking into those proposals with open and positive mind and we will come back to you کہ ہم کیا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو fast track پر لے کر جانے کی ضرورت ہے۔ یہ وہ

وقت ہے کہ عام عوام، عام آدمی، عام لوگ micro economic instability کی وجہ سے اتنے پس چکے ہیں، ہمارے ماضی کے تمام مسائل کی وجہ سے--------

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ان پر مزید بوجھ ڈالنے سے پہلے ایک package کے طور پر کچھ کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کو یہ پیغام جائے کہ صرف غریب آدمی نہیں پٹے گا یا پسے گا بلکہ جو دوسرے بڑے بڑے ہماری economy میں holes ہیں مثلاً اب established fact ہے اور ایک known fact ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ساڑھے تین سو سے چار سو ارب روپے tax revenue collection machinery میں leakage ہوتی ہے۔ ساڑھے تین سو سے چار سو ارب روپے کا مطلب ہے قریباً tax to GDP 3% اگر آپ اس کو روک لیں تو فوری طور پر نو فیصد بارہ فیصد پر چلا جاتا ہے۔ میں نے جو عرض کیا کہ اس سال کی 50 collection سے 60 ارب ہے اور اگلے سال دو سو ارب ہے۔ آپ ایک طرف دو سو ارب یا تو غریب کی جیب سے further خون چوس کر لے لیں یا leakages اور corruption کو روک لیں۔ آپ کے پاس فوری طور پر ایک best alternative موجود ہے۔ دوسرا again established fact ہے کہ ہمارے state enterprises losses قریباً تین سو ارب سالانہ سے تجاوز کر چکے ہیں۔ اس کے لیے تمام پارٹیوں کو بیٹھنا پڑے گا۔ یہ بات صحیح ہے کہ حکومت یہ کام اکیلے نہیں کر سکے گی۔ It needs a national consensus to deal with these major challenges now کیونکہ وہ اتنے strong ہو چکے ہیں کہ ان کو اب توڑنے اور دوبارہ ٹھیک کرنے کے لیے national consensus build کی ضرورت ہے۔

جناب والا! اگر آپ ان اداروں کو convert کر لیں اور ان کے losses کو eradicate کر لیں، میں تفصیل میں نہیں جاتا، بحث کے لیے تیار ہیں جب بھی حکومت چاہے، اس سے آپ کی تین سو ارب روپے کی saving ہو سکتی ہے۔

اسی طرح austerity کی بات ہوتی ہے، کل بھی میٹنگ میں بات ہوئی اور میں grateful ہوں کہ وزیر خزانہ نے یہ commit کیا ہے۔ I hope it should not be in months and years before this commitment is honoured. He said I will sit with you people and we will identify that austerity کہاں ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

یہ جو بجٹ ہے اس میں اگر ہم painful cuts لگائیں اور painful cuts doable ہیں، یہ کوئی مشکل بات نہیں ہوتی کیونکہ جب مارچ ۲۰۰۸ میں 950 projected deficit ارب سے تجاوز کر جانا تھا تو 160 ارب کے painful cuts لگائے تھے۔ ریکارڈ موجود ہے۔ اس میں ہر ادارے نے کیا تھا regardless کہ کون سا ادارہ تھا اس میں armed forces کی بھی 37 billion کی adjustment تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ painful cuts کی ضرورت ہے ایک message دینے کے لیے ضروری ہے اور وہ top سے شروع ہوگا یہ نہیں کہ آپ ایک سیکشن آفیسر کی سائیکل لے لیں، آپ top سے شروع کریں گے، open mind کے ساتھ بیٹھیں اور اس میں ایک ہدف ہمارا ہونا چاہیے کہ ہم سو سے ڈیڑھ سو ارب روپے بچائیں گے اور بچائے جا سکتے ہیں۔

اسی طرح Wealth tax کی بات ہوئی، آپ اپنا ریکارڈ اٹھالیں، ہمارا minority motion تھا کہ 1999 کے بعد wealth tax کو 02-2001 میں ختم کر دیا گیا ہے۔ Wealth tax ایک ایسی چیز ہے کہ آپ عام سنتے ہیں کہ فلاں آدمی بڑا تھوڑا انکم ٹیکس دیتا ہے۔ بھئی اگر اس کی وراثت کی جائیداد ہے، agriculture کو ہی لے لیں یا اس کی foreign earnings ہے، یا اس کے foreign resources ہیں اس پر تو آپ انکم ٹیکس نہیں لے سکتے اگر انکم ہے ہی نہیں۔ اس کا ایک طریقہ یہی ہے کہ ہمارے ملک میں یوروپین ممالک کی طرح نہ state duty ہے جو مرنے پر ہوتی ہے، جس پر اچھا خاصا size اثاثوں کا حکومت لے جاتی ہے۔ اس ملک میں Capital Gain Tax تو بڑی مشکل سے جون 2010 میں لگا یا پہلے وہ بھی نہیں تھا۔ آپ کے real estate gains میں کچھ نہیں ہے۔ Tax on agriculture اس وقت صوبائی domain ہے لیکن وہاں قانون موجود ہے it is a matter of enforcement or implementation اگر وسائل اکٹھے ہوں گے تو پاکستان پر خرچ ہونگے۔ چاروں اکائیاں اگر لاگو کرتی ہیں تو یہ وہ چیزیں ہیں جن پر wealth tax کی بات ہوئی تھی آپ کو یاد ہوگا، آپ نے رولنگ دی تھی، حفیظ شیخ صاحب نے کہا تھا کہ ڈار صاحب آپ اس minority motion کو withdraw کر لیں I commit to you کہ ہم بیٹھ کر اس پر کام کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب جو flood کے حالات ہیں، جو بہت بڑا challenge ہے، جو rehabilitation کے لیے آپ کو ۱۲۸ بلین کی ضرورت ہے، آپ نے reconstruction کرنی ہے، اس کا estimate تقریباً چھ سو ارب روپے ہے، اگلے دو ڈھائی سال کے لیے آپ اس وقت wealth tax لاگو کرتے۔ Flood tax سے تو آپ کو تھوڑے سے پیسے ملیں گے، دس بارہ ارب روپے ملیں گے اور وہ بھی چھ مہینے کے لیے اور

ہے بھی تین لاکھ سے اوپر، ہر ایک کو پیسے دینے پڑیں گے، جو آپ انکم ٹیکس دیتے ہیں اس کا دس فیصد سرچارج لگا رہے ہیں۔ خدارا! آپ کو امیر آدمی کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کیا ڈر آ رہا ہے۔ ساری دنیا میں ہم نے ایک نیا culture develop کر دیا ہے کہ امیر آدمی، کو ہاتھ نہیں لگانا۔ میں سمجھتا ہوں کہ wealth tax ان کے کہنے پر ایک commitment ہے، آپ recording نکال لیں کہ ہم wealth tax پر بیٹھ کر، اس کو review کر کے کسی طریقے سے اس کو impose کریں گے۔

اب اللہ کی مرضی کہ اس کے بعد سیلاب آیا، اب تو اور justification ہے کہ ہم اس کو introduce کریں۔ 1999 میں اچھی خاصی رقم double digit میں، اربوں روپے میں آ رہی تھی اگر آج اس پر inflationary index لگا دیں تو میرے حساب سے جو انہوں نے RGST سے اگلے چھ مہینوں میں پچاس ساٹھ ارب روپے اکٹھے کرنے ہیں یہ اس wealth tax سے پچاس ساٹھ ارب روپے اکٹھے کر سکتے ہیں۔ ہاں! وہ امیروں کے لیے تکلیف دہ ہوگا۔ وہ اس ملک کی elite class, haves کی جیبوں سے نکلیں گے، سرمایہ داروں کی جیب سے نکلیں گے، جاگیرداروں کی جیب سے نکلیں گے۔ اگر وہ agricultural tax سے بھی بچے ہوئے ہیں تو کم از کم ان کو اپنے اثاثوں پر تو پیسے دینے پڑیں گے اور دینے چاہییں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو چار چیزیں میں نے آپ کو گنوائی ہیں ساڑھے تین سو سے چار سو ارب روپے کی کرپشن ہے، تین سو ارب PSE کے losses ہیں، ایک سو ارب austerity کے ہیں، ساٹھ ارب روپے wealth tax سے ہیں تو یہ جناب! 860 ارب روپے بن جاتے ہیں۔ We are back in business اور جو loans write off ہیں وہ one time recovery ہے۔ کیوں نہیں کرتے؟ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اگر loans write off ہیں تو حکومت کو چاہیے کہ across the board جس نے بھی اس ملک کے resources کو abuse کیا ہے، لوٹا ہے، ان سے پیسے واپس لیں۔ یہ پاکستان کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! جیسے میں نے عرض کیا کہ unless we go to the GDP growth of 8% میں سمجھتا ہوں کہ we are in serious problem. We have to increase our GDP growth. We have to increase our tax to GDP ratio. اس کے لیے حکومت جو اقدامات اٹھائے گی، وہ rational ہوں ان کو dictation کے تحت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ We can do much better things than IMF dictates us or any other institute dictates us. Let us sit together as a country,

as a nation and let us have a road map کہ جناب ہم کیسے کر سکتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں before I conclude یہ میں نے internet سے لیا ہے، ایک ہائی کمشنر کا آرٹیکل ہے، میں اس کو quote کرتا ہوں۔ یہ اب ہماری feeling چل رہی ہے and I was little uneasy"Pakistan's challenge was great enough before this summer's floods. Pakistan's population is expected to increase by 85 million by 2030. Pakistan's working age population is increasing by nearly 10,000 people every day. That is 4 million people per annum. For Pakistan to create enough jobs for these people, the economy needs to grow at 8% per annum. Over the past five years, the growth has averaged just 4%."

آگے اس نے country کا نام لکھا ہے لیکن میں اس کو نہیں پڑھوں گا۔

"A country stands ready to increase its support to help Pakistan to secure the vibrant, prosperous and strong future for its people. Pakistan Development Forum this week: An exceptional package of reforms by the Government of Pakistan is essential to secure the future. Without reforms to increase tax revenue and control public spending, the risks posed by large and persistent deficits financed through ever greater levels of borrowing are considerable and dangerous. Inflation is likely to keep rising, and investor's confidence which has fallen 25% this year will continue to be shaky. All of which would destroy rather than create jobs. To build public confidence it needs to be accompanied by continued measures to tackle corruption and improve the effectiveness of public spending."

اب نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ دوسرے لوگ ہم پر article لکھ رہے ہیں اور ان کو internet پر پھیلا رہے ہیں۔ I think it is a high time. اگر یہ مجبوری ہے کہ ہم یہ نہیں کریں گے تو ایسا ہو جائے گا کیونکہ ہم نے یہ ایک commitment کی ہے تو یہ ایک isolated action ہو سکتا ہے but I can assure you, Mr. Chairman, that unless the

Government moves towards a mega package with macro economic stability and to deal with the issues which I have just explained, it will not be possible. So, I indulge through you, Mr. Chairman, and request the Government کہ آپ fast track پر کام کریں اور جو آپ نے commitments کی ہیں، جیسا کہ آپ نے wealth tax کی جون میں کی تھی اور austerity کی ابھی کی ہے۔ ایک ہم نے خط لکھا ہے جس کا ہمیں interim جواب 16 نومبر کو ملا ہے زرداری صاحب کی طرف سے کہ وہ دیکھ رہے ہیں۔ Please for heaven's sake, پاکستان کو ٹھیک کرنے کے لیے بیٹھیں اور ان کو حل کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر بابر اعوان صاحب۔

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: *Bismillah-ir-Rehman-ir-Raheem.* Thank you very much, honourable Chairman. I just wanted to remove the perception, which is being created, may be because of non-reading of the relevant clauses and provisions of the Constitution of the country, that is, with reference to the tax on the agricultural income. I will refer for the purposes of the assistance of your good-self. First to Article 70, sub-Article 4, because this perception has not only been created inside the Parliament in some of the speeches and right now, my friend was speaking, he was quite frank to make a reference to that quite fairly, but I will refer first to sub Article 4 to Article 70, which says that in this Article and the succeeding provisions of the Constitution, "Federal Legislative means the Federal Legislative List in the Fourth Schedule to the Constitution." Now, if we refer to the Federal Legislative List, which is contained in the Fourth Schedule to the Constitution which is at page 208.

Mr. Chairman: Are you referring to item 47?

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: I will refer straight to item number or entry No.47 and then I will refer to sub

Article 1 to Article 70 of the Constitution. This Article says quite clearly and without any ambiguity, unequivocally, it says, "the taxes on the income other than the agricultural income.". Now after the abolishment of Concurrent List vis a vis 18th Constitutional (Amendment) Bill, 2010, there is absolutely no provision in the Constitution on which we can duplicate the legislation.

Now, the other thing is, which is very important, bear me reading of sub Article 1 to Article 70 of the Constitution. "A Bill with respect to any matter in the Federal Legislative List may originate in either House and shall if it is passed by the House in which it is originated be transmitted to the other House and the Bill is passed without amendment by the other House also it shall be presented to the President of Islamic Republic of Pakistan for the assent."

Now, the only question, which is there, is that of political will and let me make the record correct only, sir, I will say one short thing before the rostrum is given to another learned member, کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں پاکستان کی تاریخ کی سب سے پہلی، آخری اور comprehensive land reforms ہوئی ہیں اور شہید قائد عوام کے دور میں ہوئی ہیں۔ اس لیے ہماری political will پر شک نہ کیا جائے اور اس کو political point scoring بنانے کی بجائے جو 18th Constitutional (Amendment) Bill ہم نے، پوری پارلیمنٹ نے unanimously پاس کر کے اب آئین کا حصہ بنا دیا ہے، اس کے perspective میں اس کو دیکھنا زیادہ درست ہوگا، اس لیے کہ جو کہا جا رہا ہے، وہ یہ کہا جا رہا ہے کہ agricultural income کو tax کیا جائے۔ یہ صوبوں کا کام ہے اور یہ provincial autonomy کے اندر آتا ہے،
that is the constitutional point which I wanted to correct. Thank you sir.

Mr. Chairman: Thank you doctor sahib. Yes, Haroon Khan sahib.

سینیٹر ہارون خان: یہ بڑا important point ہے، اس پر بحث ہو رہی ہے، اس پر MQM نے stand لیا ہوا ہے۔ میں clarify کرنا چاہتا ہوں۔ میں صرف تیس سیکنڈ لوں گا۔

وزیر صاحب نے بڑا اچھا explain کیا ہے۔ یہ constitutional point کیا ہے۔ یہ بڑے اچھے وکیل بھی ہیں اور انہوں نے یہ سارا clear کیا ہے لیکن صرف وکالت سے حکومتیں نہیں چلتیں۔ بات صرف یہ ہے کہ ایک تو Federal Government Islamabad Capital Territory کے اندر یہ tax impose کر سکتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تین صوبوں میں اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور اگر political will ہوتی تو وہاں پر agricultural income tax کیوں نہیں introduce کیا؟ تیسری چیز یہ ہے کہ ان کی political will تھی صرف General Sales Tax میں because IMF نے کہا تھا تو انہوں نے 55 meetings with the provincial Secretaries کی ہیں General Sales Tax on services introduce کرانے کے لیے اور یہ Finance Secretary نے confirm کیا ہے۔ اگر political will ہوتی تو یہ لگ سکتا ہے. and we invite them to take the lead. اس کو Islamabad Capital Territory میں لگائیں اور وہی 55 meetings provincial Secretaries سے کریں تو یہ انشاء اللہ لگ جائے گا۔

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Babar Awan sahib.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: I will just take one minute.

دیکھیے، میں اس کو اپنی معلومات میں اضافہ کہہ سکتا ہوں۔ بلکہ یہ ظفر علی شاہ صاحب اور نیر بخاری صاحب کی معلومات میں بھی اضافہ ہے because we three come from this city. In Islamabad, there is no agriculture. اگر کوئی تھوڑی بہت agriculture ہے تو وہ صرف farm houses کی حد تک ہے اور وہاں کتنی agriculture ہوتی ہے اس کا notice Supreme Court نے بھی لیا تھا اور incidentally, I was a lawyer from one of the parties.

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ constitutional point ہے، یہ صرف constitutional point ہی نہیں ہے بلکہ

it is a question of the provincial autonomy. It is not a simple constitutional and legal question.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحٰہ محمود: اَعُوْذُبِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

جناب چیئرمین! میں بہت شکر گزار ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ یہ بڑا اہم موقع ہے اور اس وقت پورے ملک میں RGST کے حوالے سے ایک بحث چل رہی ہے۔ اس سلسلے میں کل میری پارٹی جمعیت علمائے اسلام کا موقف بھی آچکا ہے۔ میں اس حوالے سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ یہ ایک ظالمانہ tax ہے جو ہمارے analysis کے حوالے سے ہماری سمجھ میں آرہا ہے، اس میں کچھ اور ایسے اقدامات کیے جا سکتے تھے جن سے جتنی رقم یہ RGST سے وصول کر سکتے ہیں اس سے بھی زیادہ رقم ان کو وصول ہو سکتی ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ 1990 میں General Sales Tax لگا لیکن اب جو RGST لگ رہا ہے، کیا اس RGST کے لیے ان کے پاس infrastructure موجود ہے؟ کیا ان کے پاس اور صوبائی حکومتوں کے پاس infrastructure موجود ہے؟ میرے خیال کے مطابق ان کے پاس infrastructure موجود نہیں ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ جو prediction انہوں نے دی ہے، میں بھی Finance Committee کا رکن ہوں۔ یہ 50 ارب روپے کی prediction دے رہے ہیں کہ یہ 50 ارب چھ مہینوں میں وصول کریں گے اور 200 ارب روپے اگلے سال میں وصول کریں گے جبکہ ہماری طرف سے ان کو جو suggestions گئی ہیں جیسے ابھی اسحاق ڈار صاحب نے بھی ذکر کیا ہے کہ اس وقت International Transparency کی رپورٹ کے مطابق کرپشن ہو رہی ہے اور اس کے مطابق اس وقت کوئی 350 سے چارسو ارب روپے کی mismanagement ہے اس کو بھی ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ ہم بہت بڑی mismanagement بھی کر رہے ہیں اور وہ ہے Afghan Transit Trade، اور اس Afghan Transit Trade کے اندر میں یہ سمجھتا ہوں کہ 75/80% مال جو افغانستان جاتا ہے وہ پاکستان میں استعمال ہوتا ہے اور وہ duties وہ لوگ کھا رہے ہیں جو بڑے بااثر لوگ ہیں۔ جناب! فرانس نے 1954 میں sales tax introduce کرایا تھا اور اس وقت ہمارے پاس تھوڑی سی examples ہیں۔ میں انڈیا کا ذکر کروں گا کہ مختلف صوبوں میں اور مختلف ریاستوں میں مختلف ٹیکسز ہیں ان علاقوں کے حوالے سے اس وقت انڈیا میں 4% سے لے کر

% 12.36 تک ہے، اگر آپ انگلینڈ کو لے لیں تو وہاں 5% سے لے کر % 12 تک مختلف علاقوں میں مختلف حساب سے انہوں نے applicable کیا ہے۔ Canada میں 10% ہے ۔ جاپان میں method of accounting ہے وہ اس کے حوالے سے وصول کرتے ہیں لیکن یہ وہ ممالک ہیں جو بڑے منظم ہیں اور انہوں نے اپنا ایک انفراسٹرکچر تیار کیا ہوا ہے۔ ان ممالک میں education کی شرح بہت زیادہ ہے۔ اگر ہم انگلینڈ کی بات کرتے ہیں، ہم کینیڈا کی بات کرتے ہیں ، اگر ہم فرانس کی بات کرتے ہیں ، ہم جاپان کی بات کرتے ہیں تو یہ پڑھے لکھے لوگ ہیں ۔ ہمارے ہاں تو سارا غریب طبقہ ہے اور یہ لوگ uneducated ہیں ۔ ہماری education کی ratio سب کو معلوم ہے کہ بہت کم ہے ۔ اس ساری situation کے اندر یہ RGST لگانا چاہتے ہیں ۔ جس میں accounting system کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ Invoices کاغذات اور یہ details ، میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے عام لوگ جو مختلف پرچون کی دکانوں پر کام کرتے ہیں یا مختلف چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہیں وہ یہ سارے کام کرنے کے اہل بھی ہیں یا نہیں ہیں ۔ یہ بات کہ اس سے مہنگائی نہیں ہوگی تو میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ جو prediction ہو رہی ہے کہ 15% or 16% تو میں سمجھتا ہوں کہ 20/25% کے قریب مہنگائی کا طوفان آئے گا اور یہ وہ سونامی flood ہوگا کہ جو اس سے پہلے پاکستان میں flood آیا ہے اس سے بھی بڑا flood ہوگا اور یہ سب کو بہا کرلے جائے گا۔ جو اس وقت ہمارے ملک کے حالات جا رہے ہیں جتنی مہنگائی ہے اور جتنی غربت ہے، میں مانتا ہوں کہ یہ ٹیکس دینے چاہییں یہ ٹیکس سب دیں اس سے بھی زیادہ ٹیکس دیں ۔ ان کی کیا آمدن ہے ۔ کیا ان کے پاس پیسے ہیں ، کیا ان کے پاس وہ resources ہیں کہ وہ یہ سب چیزیں دے سکیں ۔ IMF چاہتا ہے کہ پاکستان مزید کمزور ہو، وہ چاہتا ہے کہ پاکستان اس کے شکنجے سے باہر نہ نکل سکے اور اس کی conditions اور اس کی dictation پر ہم عمل درآمد کریں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان چیزوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ضرورت ہے ۔ جو ہمارا خون چوس رہے ہیں اور جب افراط زر بڑھے گا جب آپ کے ملک میں مہنگائی آئے گی تو ڈالر بڑھے گا اور اگر ڈالر بڑھے گا تو IMF کو آپ نے پچاس ارب ڈالر سے زیادہ جو قرضے دینے ہیں ان کی قیمت بھی بڑھے گی ان کے سود کی رقم بھی آپ کو زیادہ دینی پڑے گی ۔ ڈالر مہنگا ہوتا ہے تو foreign exchange اور foreign currency مہنگی ہوتی ہے تو ہمارے ملک کی معیشت اور کمزور ہوتی ہے ۔ اس معاملے پر جمعیت علمائے اسلام کا کل جو فیصلہ ہوا ہے، اس فیصلے کی روشنی میں ہم اس

کی بھر پور مخالفت کرتے ہیں اور نہ صرف سینیٹ میں بلکہ میں نے فنانس کمیٹی کے اندر اپنا نوٹ بھی دیا ہے اور اس میں یہ لکھ کر دیا ہے، یہ نہیں لکھا کہ یہ conditions ہوں گی تو ہمیں منظور ہے میں نے یہ لکھ کر دیا ہے کہ یہ ہمیں بالکل نامنظور ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل سے ہمارا جو غریب طبقہ ہے اس پر بے تحاشا بوجھ پڑے گا۔ اس حکومت کی میں آپ کے سامنے یہ بھی تعریف کرتا ہوں کہ اس حکومت کی یہ credibility ہے کہ یہ جمہوری حوالے سے لوگوں کی باتیں بھی سنتے ہیں اور اپنے allies اور اپنے مخالف لوگوں کی باتوں کو بھی غور سے سنتے ہیں اور میں اس چیز کو acknowledge کرتا ہوں، ان چیزوں کی روشنی میں میری ان سے یہ request ہو گی کہ یہ بل نہ پیش کیا جائے۔ کیونکہ اگر یہ بل پیش ہو گا تو اس میں بہت زیادہ contradiction ہے۔ گورنمنٹ کے ساتھ جو اتحادی جماعتیں ہیں ان کا نقطہ نظر اس میں بہت مختلف ہے اس سے گورنمنٹ کو نقصان پہنچے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا عمل نہیں ہو گا، یہ گورنمنٹ چلنی چاہیے اور ہم اس گورنمنٹ کو چلانا چاہتے ہیں اور ابھی یہ بات کی گئی ہے کہ services provincial subject ہے ان کے پاس صوبائی اسمبلیوں سے resolutions نہیں آئے ہیں۔ میں انتہائی ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ ہمیں اس کو reconsider کرنا ہے اور ہم نے وہ فیصلہ کرنا ہے جو عوام کے حق میں ہو، جو پاکستان کے حق میں ہو، جو ہمارے ملک اور قوم کی بہتری کے لیے ہو، ہم IMF کی خدمت نہ کریں، ہم امریکہ کی خدمت نہ کریں ہم ان لوگوں کی dictation پر نہ چلیں۔ ان لوگوں کی dictation سے آج ہمارا ملک اس level پر پہنچ چکا ہے جس سے ہماری معیشت تباہ ہو گئی ہے، ہمارے ملک کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا ہے۔ یہ ہمارے ملک کے دوست نہیں ہیں یہ ہمارے ملک کو کمزور کرنا چاہتے ہیں، ہمارے ملک کو grab کرنا چاہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ہم جاگیں اور صحیح فیصلے کریں۔ میں آج وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج ہم صحیح فیصلے کرنے شروع کر دیں تو اس ملک کے اندر اتنی جان ہے کہ یہ 90 degree پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ نہ آپ کو GST کا مسئلہ پڑے گا نہ آپ کو کسٹم ڈیوٹی کا، انکم ٹیکس کا، wealth tax کا مسئلہ پڑے گا لوگوں کے پاس پیسا آجائے گا۔ ہماری عوام کے پاس پیسا ہے لیکن اس میں trust deficit بھی ہے۔ ان ساری چیزوں کو ہمیں دیکھنا ہو گا اور ducate کرنا ہو گا اور سمجھنا ہو گا۔ بہت بہت شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! آپ نے مجھے موقع دیا۔ میرا اور میری جماعت کا موقف ہے کہ ہم اس کی بھر پور مخالفت کرتے ہیں کیونکہ یہ ظالمانہ عمل ہے، اس عمل میں ہم شامل نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ مسز فوزیہ فخر الزمان صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! ان سب معزز ممبران نے جو کہا ہے آپ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بے چارے وقت ہی ضائع کر رہے ہیں۔ کیونکہ نہ پہلے کچھ ہوا ہے نہ آئندہ کچھ ہونے کا امکان ہے۔ آپ دیکھیں کہ حاجیوں کے ساتھ کتنا برا سلوک ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں انہوں نے منیٰ اور عرفات میں بیٹھ کر اتنی بددعائیں دی ہیں نہ صرف آپ کو بلکہ ہمیں بھی، کہ یہ کیسی اپوزیشن ہے جو چلاتی نہیں ہے، ان کے پاس خیمے تھے نہ بسیں تھیں نہ پانی تھا اور تو اور لیٹرین بھی نہیں تھی، کوئی نیا ایریا ان کو تیار کرکے دیا گیا تھا جہاں لیٹرین بھی نہیں تھی۔ اب پاکیزگی نہ ہو تو عبادت کیا ہوگی۔ اس کے بعد ان بے چاروں کی 15/17 گھنٹے فلائٹس لیٹ آئیں۔ اتنے برے حالات ان پر گزرے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں پر آپ جانتے ہیں کہ ٹرینیں اسٹیشنوں پر کھڑی ہیں اور بے چارے مسافر توڑ پھوڑ کر رہے ہیں کیونکہ ان کے پاس ڈیزل نہیں ہے یعنی ٹرینوں کا بھی پیٹ خالی ہے بندوں کا تو تھا سو تھا، جناب! مسلمان بے چارہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے کہ کوئی معجزہ رونما ہوگا لیکن آج ہم جیسے مسلمان ہیں۔ اللہ بھی ہم سے غافل ہو چکا ہے کوئی معجزہ ہونے کی امید تو نہیں ہے۔ عورتوں کے چولہے گیس کی وجہ سے بند ہو چکے ہیں بے چاریاں بازار سے منگوا کر کھانا کھلوا رہی ہیں تو ان حالات میں ایک ڈراؤنا خواب سا لگ رہا ہے، خدا کرے کہ اس خواب کی تعبیر اچھی ہو، جو مجھے اچھی نظر نہیں آتی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (رٹیائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین! آج ہم یک deformed GST پر بات کر رہے ہیں کیونکہ reform کوئی چیز ہوتی نہیں ہے۔ یہ deformed ہے جس نے پورے پاکستان کے عوام کو پریشان کرکے رکھ دیا ہے۔ پاکستان کے دکھی عوام، اس وقت پسے ہوئے، مہنگائی میں جکڑے ہوئے ہیں، اس وقت ہمارے عوام کی حالت اسی proverb والی ہے کہ جیسے last straw on the camel's back. اس وقت ایک تنکا بھی اگر پاکستان کی عوام کی کمر کے اوپر ڈالا گیا تو وہ برداشت نہیں کر سکیں گے۔ محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کی پارٹی، ہمارے سب سے بڑے ڈیموکریٹ شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی پارٹی، جس پر ہمیں ناز تھا اور پوری پاکستانی قوم یہ expect کر رہی تھی کہ غریبوں

کی حمایت میں، پاکستان کی middle class, lower middle class کی حمایت میں کوئی ایکشن لے گی، وہ مہنگائی کا ایک بم لا کر ہماری عوام پر گرا رہی ہے۔ یہ مہنگائی کا سونامی ہو گا۔ پاکستان کے فیڈرل منسٹر اور فیڈرل ڈیپارٹمنٹ کی یہ figures ہیں کہ اکتوبر کے پہلے ہفتے میں 23% inflation ایک ہفتے میں ہوئی تھی اور سال کے آخر میں ایک سو پچاس فیصد inflation ہوئی ہے۔ یہ گورنمنٹ کے figures ہیں۔ اب جس دن یہ pass ہو گا، جس دن یہ dreaded بے واجب اور ظالمانہ جی ایس ٹی ستر، بچھتر آئٹمز سے لے کر سات سو آئٹمز پر عائد ہو گا، اس وقت ایک ہفتے میں پینتیس سے پینتالیس فیصد مہنگائی guaranteed ہے۔ میں اسی floor of the House پر پوچھوں گا، اگر کسی نے بھی Bill میں عوام کے خلاف ووٹ دیا تو اس سے میں پوچھوں گا کہ جب آپ کو پتا تھا کہ اس سے ہمارے ملک میں پینتالیس فیصد مہنگائی بڑھے گی، جسے ہمارے غریب عوام برداشت نہیں کر سکتے تو آپ نے اسے کیوں ووٹ دیا تھا؟ اور ان کو پاکستان کے عوام کو جواب دینا پڑے گا۔ ایک فیڈرل منسٹر کا کہنا ہے کہ Board of Revenue میں ایک سال میں چار سو بلین روپے کی کرپشن جی ایس ٹی میں ہوئی ہے کیونکہ ہماری documented economy نہیں ہے۔ ابھی ہمارے پاس ایسا کوئی infrastructure نہیں ہے کہ اس قسم کا ٹیکس پیش کیا جا سکے۔ اگر یہ ان حالات میں پیش کیا گیا تو ہمارے فیڈرل منسٹر کھڑے ہو کر کہیں گے کہ ایک ہزار بلین روپے کی corruption ہمارے Board of Revenue نے کی ہے کیونکہ documentation نہیں تھی۔ Exemptions ہو گئی تھیں، یہ ہو گیا تھا۔ جب یہ چیزیں سامنے ہیں، یہ writing on the wall ہے تو پھر کیوں اس پر آگے بڑھ رہے ہیں؟ اس کے علاوہ، جیسا کہ میاں رضا ربانی صاحب نے کہا تھا، GST on services ایک provincial matter ہے تو قانون بنانے والے سب سے پہلے کیوں قانون توڑنا چاہ رہے ہیں۔ یہ Bill ادھر آ ہی نہیں سکتا۔ جب تک صوبائی اسمبلیاں اس پر resolution pass نہ کریں، جب provincial assembly اس پر ایک دفعہ resolution پاس کر دے گی، اس کے بعد federation اسے کر سکتی ہے۔ Article 141(c) بڑا clear ہے۔ “Government shall not have power to make laws with respect to any matter not enumerated in Federal Legislative List”. GST on services is not mentioned in the Federal Legislative List تو یہ کیسے اسے ادھر پیش کر رہے ہیں؟ Health, education food ہر آئٹم پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ ہماری متحدہ قومی موومنٹ اسے کبھی

قبول نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد پاکستان کی ruling elite سے تو ٹیکس لیا ہی نہیں جاتا، اسے تو تا قیامت چھوٹ ہے جیسا کہ honourable Law Minister نے ابھی ہمیں خود سنا دیا ہے کہ ruling elite وڈیروں، جاگیرداروں نے انہی اسمبلیوں سے اپنے آپ کو ٹیکس سے نکالا ہوا ہے۔ ہم یہی رونا تو روتے ہیں کہ پاکستان میں کلاس سسٹم نہیں ہونا چاہیے۔ سب پاکستانی ہیں۔ ان کو کیوں first class citizens بنایا ہوا ہے، جو انکم ٹیکس ہی نہیں دیتے۔ خدا کے لیے، جو لوگ پجیرو، مرسڈیز میں گھومتے ہیں، جن کے محل ہیں اور وہ ایک ''دھیلا'' ٹیکس نہیں دیتے، ان کو آپ tax net میں لائیں۔ آپ کو ضرورت ہی نہیں پڑے گی کہ آپ پاکستانی عوام پر اس قسم کے ڈنڈے برسائیں۔ آپ کو ضرورت ہی نہیں پڑے گی کہ آپ پاکستانی عوام کو مزید تباہ کریں کہ وہ اپنے بچے فروخت کریں یا وہ suicide کریں یا وہ ٹرین کے نیچے آجائیں۔ آپ کو ضرورت ہی نہیں پڑے گی کہ آپ پاکستان کے عوام پر اتنا ظلم کریں کہ وہ برداشت ہی نہ کر سکیں۔ آپ landed gentry یا وڈیرا شاہی پر ٹیکس لگائیں۔ اگر آپ کو پیسا چاہیے تو یہ آسان بات ہے۔ ہر پجیرو، مرسڈیز، بی ایم ڈبلیو پر ایک ایک لاکھ روپے ٹیکس لگا دیں۔ ہر وہ آدمی جو ایک ہزار گز کے مکان میں رہ رہا ہے، اس پر ایک لاکھ روپے ماہوار کا ٹیکس لگا دیں۔ جو دو ہزار گز کے مکان میں رہ رہا ہے، اس پر دو لاکھ روپے کا ٹیکس لگا دیں۔ اگر وہ چار چار کروڑ روپے کے مکانوں میں رہ سکتے ہیں تو وہ پاکستان کے لیے ایک لاکھ روپے ٹیکس بھی دے سکتے ہیں۔ آپ کے پاس آسان طریقہ ہے۔ آپ اپنی کرپشن کو ختم کریں۔ Smuggling, hoarding, black-marketing and corruption یہ ہو ہی نہیں سکتیں جب تک پولیس ان کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔ پاکستان میں کوئی آدمی کسی قسم کا کوئی جرم کر ہی نہیں سکتا، جب تک پاکستان کی law enforcing agencies اس کے پیچھے نہ ہوں اور بڑے بڑے سیاستدان اور بڑے بڑے لوگ ان کی پشت پناہی نہ کریں۔ آپ اسے ختم کریں۔ اپنی کرپشن کو ختم کریں تو یہ ساری چیزیں ختم ہو جائیں گی۔ پاکستان سٹیٹ کی جو انڈسٹریز ہیں۔ جیسے سٹیل مل ہے، پی آئی اے ہے اور PEPRA وغیرہ-----

جناب چیئرمین: احمد علی صاحب، ہارون صاحب! please listen to the honourable member.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: 5 billion rupees loss ادھر دیا جا رہا ہے۔ ان کی آپ اچھی management کریں۔ ان میں کرپشن ختم کریں۔ ان میں آپ favourtism ختم کر دیں۔ وہ ایسی صنعتیں ہیں کہ وہ اچھی طرح کام کر کے آپ کو اس سے زیادہ ٹیکس ادا کر سکتی ہیں۔

جناب چیئرمین: conclude کر لیجیے۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: اس کے بعد آپ کا transit trade ہے۔ Transit trade کو آپ نے بالکل ہی نظر انداز کیا ہوا ہے۔ اس پر ٹیکس لگائیں۔ وہ ہماری سڑکیں استعمال کرتے ہیں۔ کم از کم ان سے روڈ ٹیکس تو لیں، سڑکوں کی مرمت کے لیے ٹیکس لیں۔ جناب چیئرمین! یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔ جناب چیئرمین! جب کوئی گرتا ہے، رکتے سب ہیں، اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہمیں اٹھانے کون آتا ہے۔ ہمارے عوام اب گر چکے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ انہیں کون آکر اٹھائے گا۔ ہمارے عوام اسے کبھی معاف نہیں کریں گے۔ ہمیشہ کے لیے تاریخ میں لکھا جائے گا کہ پاکستان کے روتے ہوئے، پسے ہوئے عوام کے لیے ایوان بالا نے آواز اٹھائی تھی اور انہوں نے سینیٹ میں ہی اس Bill کو reject کر دیا تھا اور اسے آگے جانے ہی نہیں دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اپنے عوام پر اس قسم کی misery کو ہم perpetuate نہیں ہونے دیں گے۔ اس قسم کی مہنگائی ہم پاکستان میں نہیں آنے دیں گے کہ ہمارے غریب عوام اپنے بچوں کو صحیح طرح کھانا نہ کھلا سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب۔ میر صاحب! آپ speech کریں گے؟ نیلوفر صاحبہ آپ سے بات کر رہی ہیں۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: وہ اچھے مشورے دے رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: بسم اللہ۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے وزیر خزانہ اور ان کی نائبہ، دونوں بڑے قابل ہیں اور ان کی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ موجودہ حکومت کی طرح، گزشتہ حکومت بھی ان کی صلاحیتوں سے کسی نہ کسی طرح فائدہ

اٹھاتی رہی ہے۔ وزیر خزانہ صاحب نے شاید یہاں تو اتنا کھل کر نہیں لیکن خبروں کے مطابق فنانس کمیٹی میں کھل کر اعتراف کیا ہے کہ یہ Bill جو ہم لائے ہیں اور اس پر GST کے حوالے سے جو بات ہو رہی ہے، یہ آئی ایم ایف کے کہنے پر ہو رہی ہے اور چونکہ ملک چل ہی آئی ایم ایف کے سہارے پر رہا ہے، اس لیے یہ تو لگانا ہی پڑے گا اور دوسری طرف انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ہمارے اپنے مفادات اور خاص طور پر documentation of economy کے لیے ہے۔ گویا یوں کہا جا سکتا ہے کہ

جناب شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

جناب! انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہم تو عوام پر بڑی شفقت فرماتے ہوئے ٹیکس کو سترہ سے پندرہ فیصد پر لا رہے ہیں۔ اگر یہ بھی IMF کے کہنے پر ہو رہا ہے تو میں حیران ہوں کہ عالمی مالیاتی اداروں کے دل میں کب سے پاکستان کے عوام کا درد جاگ اٹھا ہے؟

ہم تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دورِ جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

جناب چیئرمین! میرا پہلا سوال یہ ہے کہ اگر IMF سے commitment ہوئی تھی اور جیسا کہ محترم ڈار صاحب نے بتایا ہے کہ شاید دو سال پہلے ہوئی تھی تو اس وقت پارلیمنٹ، اس کی متعلقہ کمیٹیوں اور صوبوں کو کیوں اعتماد میں نہیں لیا گیا؟ اب پارلیمنٹ کے سر پر تلوار لٹکا دی گئی ہے کہ اگر آپ نے اس کو منظور نہ کیا اور اس میں کوئی جوہری یا بنیادی تبدیلی کی تو اس سے ہم اپنی commitment پوری نہیں کر سکیں گے۔ اس وجہ سے ہماری رسوائی ہو گی اور آئندہ قرضے ملنے بھی بند ہو جائیں گے۔ یہ تلوار لٹکا کر پارلیمنٹ سے منظور کروانا درست نہیں۔ عام طور پر ہم یہ کیا کرتے ہیں کہ قومی اسمبلی نے کر دیا ہے، اس لیے سینیٹ بھی کر دے۔ جناب چیئرمین! یہ تلوار لٹکانے کا طریقہ پارلیمنٹ کی کون سی بالادستی کا حصہ ہے جس کا ہم سب راگ الاپتے اور گردان کرتے ہیں؟ پارلیمنٹ کی بالادستی یہ تو نہیں کہ اس کے سر پر تلوار لٹکا دی جائے کہ یہ کرو، ورنہ ملک اور ہمارا یہ ہو جائے گا، ہماری commitments پوری نہیں ہوں گی اور ہماری رسوائی ہو گی۔ پارلیمنٹ کی بالادستی کا یہ طریقہ نہیں ہے، یہ چیزیں پہلے discuss کرنی چاہییں اور ان کو on board لینا چاہیے۔

جیسا کہ ڈار صاحب کہہ رہے ہیں کہ دو سو ارب ملیں گے۔ سوال یہ ہے کہ اس کا بوجھ کس پر پڑے گا؟ بظاہر تو یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ جو taxable supplies and taxable imports ہیں جیسا کہ Bill میں لکھا ہے یہ ٹیکس registered persons دیں گے لیکن آج تک جو ہوتا رہا ہے، ہم

سب جانتے ہیں اور آئندہ بھی یہی ہو گا کہ وہ یہ سارا بوجھ عوام کی طرف منتقل کریں گے۔ جناب چیئرمین! میں تفصیل میں نہیں جاتا لیکن یہ ایسی حقیقت ہے جس کو ہم سب جانتے ہیں کہ پہلے ہی عوام کی کمر نہ صرف مہنگائی سے ٹوٹ چکی ہے بلکہ وہ حقیقتاً زندہ در گور ہیں۔ ان پر مزید بوجھ ڈالنا، ان کو مزید خودکشیوں اور حرام موت کے لیے آمادہ یا مجبور کرنا ہے۔ یہ کہاں کی عوام دوستی، شرافت اور دیانت ہے کہ ان پر مزید بوجھ ڈالا جائے جو پہلے ہی مہنگائی سے پسے ہوئے ہیں؟ دنیا بھر میں یہ طریقہ ہے کہ امیروں سے ٹیکس لے کر غریبوں کا بھلا کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ ہے کہ غریبوں سے رہا سہا نوالہ بھی چھین لیا جائے، امیروں کو بالکل محفوظ رکھا جائے اور ان کو tax net میں لانے یا ان پر ٹیکس بڑھانے سے گریز کیا جائے۔

ہالبروک صاحب نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور مبارکباد کا فون بھی کیا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ امریکا یا عالمی اداروں نے یہ کہا کہ آپ ٹیکس بڑھائیں تو اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس کا بوجھ عوام پر ڈالا جائے۔ میں IMF کی بات نہیں کر رہا، عمومی طور پر امریکا کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ tax net بڑھائیں، ہیلری کلنٹن اور دوسرے لوگوں نے بھی یہی کہا۔ ان کا مطلب تو یہ تھا کہ جو لوگ ٹیکس سے بچے ہوئے ہیں، کم ٹیکس دیتے ہیں، مراعات یافتہ لوگ اور امیر طبقہ جن کو "haves" کہتے ہیں، ان پر ٹیکس لگائیں۔ انہوں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ آپ غریبوں کو مزید پیسیں لیکن ہم یہ باتیں کن سے کریں؟ ان کو عوام کی حالت زار کی کیا فکر یا دکھ ہے؟ ان کے بارے میں کسی نے کہا کہ

تم تو مصروف چراغاں تھے تمہیں کیا معلوم
کہ اس دیوالی میں بجھے گھر کے چراغ کتنے

ان کو کیا پتا، ایک طرف بجلی، پٹرول، اشیائے خوردنی کی قیمتیں، transport کے کرائے بڑھ رہے ہیں اور یہ مزید مہنگائی کر کے ان کو مزید پیسنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم معیشت کو بحال کرنے کے لیے مشکل فیصلے کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! مشکل فیصلے صرف عوام کو مشکل میں ڈالنے کے لیے ہوتے ہیں یا واقعی معیشت کو بحال کرنے کے لیے ہوتے ہیں؟ یہ رقم ملی تو کہاں استعمال ہو گی؟ صرف قرضے ادا کرنے کے لیے یا حکومت کے شاہانہ اخراجات میں مزید آسانی پیدا کرنے کے لیے؟ یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔ یہاں کائرہ صاحب نے کہا کہ اخراجات کم کرنے، کرپشن گھٹانے یا ختم کرنے کی جو تجاویز دی جا رہی ہیں، ان پر وقت لگے گا لیکن کم از کم اس کی ابتدا تو ہونی چاہیے۔ کچھ علامتی اقدامات تو ہوتے کہ ٹھیک ہے کہ ہم یہ کرنے جا رہے ہیں لیکن اس سے پہلے ہم کابینہ میں کمی

کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کیا جائے کہ صوبوں یا مرکز کی کابینہ میں پچیس سے زیادہ وزیر نہیں ہوں گے، اخراجات میں سادگی ہوگی۔ یہ MP1, MP2 and contract کے نام پر لاکھوں روپے تنخواہ دی جارہی ہے، میں کسی روز یہ سوال بھی کروں گا کہ اس مد میں لوگوں کو کتنے لاکھ یا کروڑ، فی آدمی لاکھ کی بات ہوگی لیکن مجموعی طور پر کتنے کروڑ یا کتنے پیسے دیے جارہے ہیں؟ اس قسم کے علامتی اقدامات تو ہونے چاہییں۔ ہم نے ڈار صاحب کی تقریر سنی کہ حکومت اور اس کے نقصان میں جانے والے اداروں کے development budget کو چھوڑ کر غیر ترقیاتی اخراجات کم کر کے پچھتر ارب روپے کی بچت ہوسکتی ہے۔ یہ میں نہیں ماہرین کہتے ہیں اور یہ چھپ چکا ہے، میڈیا میں بھی آچکا ہے کہ پچھتر ارب روپے کی بچت تو اس طرح ہوسکتی ہے۔ Income tax کا دائرہ صحیح معنوں میں ان لوگوں تک بڑھائیں جو دے سکتے ہیں اور نہیں دے رہے۔ آپ دو، اڑھائی، تین یا چار لاکھ جتنا بھی چاہیں ایک حد مقرر کریں کہ جس کی ماہوار آمدنی اتنی ہے، وہ تو یہ ٹیکس دے۔ ماہرین کی calculation یہ ہے کہ اس طرح ملک کی آمدنی کم و بیش سات سو ارب روپے تک بڑھائی جاسکتی ہے جو نہیں بڑھائی جارہی۔ جناب چیئرمین! حقیقتاً یہ سب کیا ہے؟ یہ حکومت کی تن آسانی اور سہل پسندی ہے، یہ جنہیں مشکل فیصلے کہتے ہیں، یہ ان کی سہل پسندی ہے کہ کرپشن روکنے کی کوشش نہیں، اخراجات کم کرنے کی کوشش نہیں، صحیح معنوں میں income tax net بڑھانے کی کوشش نہیں۔ ٹیکس چوری روکنا مشکل ہے، اس کے لئے کوئی کوشش نہیں۔ طاقتور طبقے کو tax net میں لانے، Stock Exchange, construction sector, property کی خرید و فروخت پر ٹیکس لگانا مشکل کام ہے کیونکہ طاقتور طبقہ ان کے پیچھے ہے، اس کو avoid کرتے ہیں۔

اسی طرح سے معاف شدہ قرضوں کی بات ہوئی، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ معاف شدہ قرضوں کی وصولی کا مشکل فیصلہ نہیں کریں گے بلکہ وہ مشکل فیصلہ کریں گے جو عوام کو مزید مشکل میں ڈالے۔ ہمارے وزیر اطلاعات موجود نہیں ہیں، انہوں نے بڑی اچھی تقریر کی، ان کی tone بہت اچھی، pacifying and peaceful تھی۔ انہوں نے کہا کہ وقت لگے گا مگر آپ شروع تو کریں۔ جب آپ نے IMF سے commitment کی، اس کے پاس گئے، اس سے پہلے یہ اقدامات شروع کرتے تو اب تک کچھ نہ کچھ ہوا ہوتا۔ آپ نے اب تک شروع نہیں کیا۔ کائرہ صاحب نے ایک اور مزے کی بات کی تھی، میں اس پر تھوڑا سا تبصرہ کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے محترم صدر صاحب نے عالمی معاشی بحران کی پیش گوئی اس وقت کی تھی جب کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ بحران آئے گا۔

جناب چیئرمین! جب وہ اس پیش گوئی کی بات کر رہے تھے تو مجھے ایک اور پیش گوئی یاد آئی۔ اس کا تعلق بظاہر تو نہیں ہے، اگر ہے تو آپ سوچتے رہیں کہ کیا تعلق بنتا ہے۔ مجھے تو نظر نہیں آتا لیکن پیش گوئی کی بات ہے۔ ایک بستی کے گھر میں گھر کے افراد بیٹھے ہوئے تھے تو گھر کی ایک جوان لڑکی نے کہا کہ کل اس گھر کا ایک فرد کم ہو گا۔ سب نے پوچھا، وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ آپ دیکھ لینا کہ کل اس گھرانے کا ایک فرد کم ہو گا۔ اور وہ راتوں رات بھاگ گئی تو ایک فرد کم ہو گیا۔ جناب! یہ اس قسم کی پیشگوئی ہے کہ عالمی معاشی بحران کسی کو نظر نہیں آرہا، میں کہتا ہوں کہ آپ کی پیپلز پارٹی نے زرداری صاحب کو صدر بنا کر (XXX) اتنے بڑے vision کا آدمی جو دور سے دیکھ لیتا ہے کہ بحران آرہا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: ان کلمات کو حذف کر دیا جائے

because you cannot speak against the President under the rule.

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: میں کائرہ صاحب کی بات کے حوالے سے بات کر رہا تھا، میں نے کوئی غلط بات نہیں کی، میں نے کہا ہے کہ (XXX)۔۔۔

جناب چیئرمین: Please, اپنی تقریر جاری رکھیں۔ صابر بلوچ صاحب! آپ کیا کہہ رہے ہیں، جی، they have been expunged, ان الفاظ کو expunge کر دیا گیا ہے۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: بات ہوئی ہے کہ قرضے معاف کرانے کی بات کیوں ہوتی ہے۔ محترم ظفر علی شاہ صاحب نے privilege motion دیا ہوا ہے، میں اس پر زیادہ بات نہیں کرتا۔ آپ اگر اس کی بات نہیں کرنا چاہتے ہیں، قرضہ معاف کرانے کی بات ہے، default کی بات نہیں ہے کہ قرضے نہیں دیں گے، ہم تو درخواست کر رہے ہیں کہ جناب ہمارے قرضے معاف کر دیں، اگر آپ کو یہ قبول نہیں ہے تو کم از کم یہ تو کریں۔

جناب چیئرمین: آپ conclude کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: جی میں conclude کرتا ہوں۔ دہشت گردی کی جنگ میں کم از کم 51 ارب جھونکے گئے ہیں، اس کی وجہ سے ہمارا نقصان ہوا ہے، عظیم جانی نقصان اور قیمتی جانی نقصان کو چھوڑ کر ہوا ہے، آپ کم از کم اس کی بات تو کریں کہ دہشت گردی کی جنگ میں ہمارا جو

XXX[words expunged by the orders of the Chairman]

نقصان ہوا ہے۔ میں آخر میں صرف دو، تین اشعار عوامی حکومت کی نظر کرتا ہوں، میں نے پہلے پیش کئے تھے لیکن قند مکرر سمجھ لیں، اس وقت بہت سے ارکان نہیں تھے جب میں نے ایک دفعہ اشعار پڑھے تھے، یہ کچھ سالوں کی بات ہے۔

زخم کیسے بھلتے ہیں، داغ کیسے جلتے ہیں — درد کیسے ہوتا ہے، کوئی کیسے روتا ہے
اشک کیا ہے، نالے کیا، دشت کیا ہے، چھالے کیا — آہ کیا، فغاں کیا ہے، تم نہ جان پاؤ گے
نامراد دل کیسے صبح و شام کرتے ہیں — کیسے زندہ رہتے ہیں اور کیسے مرتے ہیں
تم کو کب نظر آئی فاقہ کش کی آہ وزاری — زیست بے اماں کیا ہے، تم نہ جان پاؤ گے

جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ میر صاحب۔ بخاری صاحب! کافی speakers ہیں، مولانا گل نصیب صاحب کے بعد جاری رکھیں، ڈار صاحب! شام ساڑھے تین بجے تک adjourn کر دیں؟

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: میرا خیال ہے کہ آج تقریریں تو exhaust کرالیں۔

جناب چیئرمین: اس کو continue کریں یا break کرلیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! break کرلیں۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: جناب! آپ کے پاس اور کتنے speakers ہیں؟

جناب چیئرمین: چھ، سات اور speakers ہیں۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: ان کی تقریریں آج کروالیں، کل جمعہ ہے تو ایک ہی item ہو گا۔

جناب چیئرمین: میں آج سارے speakers کی تقریریں ختم کرادوں گا، کل ایک ہی item ہو گا۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! break کرلیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: مولانا گل نصیب صاحب! آپ ابھی تقریر کرنا چاہیں گے یا بعد میں کریں گے، جیسے آپ کی مرضی ہو۔ Last speaker مولانا گل نصیب پھر ان کی تقریر کے بعد ساڑھے تین بجے رکھ لیں۔ جی، ڈار صاحب! continue کریں یا کیا کریں؟

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: اگر آپ ایک گھنٹے میں ختم کر لیتے ہیں تو پھر continue کر لیں کیونکہ دوبارہ لوگوں کے لیے آنا مشکل ہو گا۔

جناب چیئرمین: میں یہی سوچ رہا تھا۔ ٹھیک ہے، request کریں گے کہ speeches کریں، ایک گھنٹے تک continue کرتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! میری گزارش یہ ہے کہ اگر break کر لیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: واپس آنے میں تھوڑی مشکل ہو گی، اگر within an hour ہو جائیں تو بہتر ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ پانچ، چھ speakers ہیں، دس، دس منٹ تقریر کریں تو ایک گھنٹے کا کام ہے، اس کو مکمل کر لیں جیسے آپ چاہیں۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ دیں، سلیم سیف اللہ صاحب موجود نہیں ہیں، سیمیں صدیقی صاحبہ موجود نہیں ہیں، ریحانہ یحییٰ صاحبہ موجود نہیں ہیں، ریحانہ یحییٰ صاحبہ آ گئی ہیں۔ بلیدی صاحب موجود ہیں، ہارون صاحب موجود ہیں، یہ دونوں موجود ہیں، مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نہیں ہیں، تیسرے صابر بلوچ ہیں۔ ابھی غفران صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ جی۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: جناب! Treasury Members کو guillotine لگائیں، آخر میں ایک ہی طریقہ ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: Guillotine لگاؤں، میں مولانا صاحب کو کیسے guillotine لگاؤں گا۔ میرا خیال ہے کہ پانچ، پانچ منٹ تقریر کر لیں، آپ کا کیا خیال ہے؟ ٹھیک ہے، پانچ، پانچ منٹ تقریر کر لیں، not more than five minutes دو بجے تک ختم کر دیں گے۔

سینیٹر احمد علی: مجھے چھ منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ کو کل دیں گے۔ بلیدی صاحب، ہارون صاحب اور مولانا گل نصیب پانچ، پانچ منٹ تقریر کر لیں، ٹھیک ہے۔

سنیٹر مولانا گل نصیب خان: اَعُوْذُبِاللہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسْمِ اللّٰہِ اَلرَّحْمٰنِ اَلرَّحِیْم۔(تلاوت) جناب چیئرمین! شکریہ۔ آپ نے مجھے ایک انتہائی اہم issue پر بات کرنے کا

موقع عنایت فرمایا ہے جس کے لیے میں شکر گزار ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اگر House کو متوجہ کیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: تمام ممبران سے request ہے کہ مولانا گل نصیب صاحب کی تقریر سنیں اور غور سے سنیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب! شکریہ۔ ہم آج ایسے مشکل مرحلے پر پہنچ چکے ہیں کہ پورا ملک دہشت گردی کا شکار ہے اور ہر طرف امن و امان کا مسئلہ ہے۔ پوری قوم ایک انتہائی مشکل صورت حال سے دوچار ہے۔ ہم معاشی طور پر ایک ایسی حالت تک پہنچ چکے ہیں کہ اس کی وجہ سے پورا ملک، قوم اور حکومت ایک مشکل مرحلے میں ہیں۔ موت اور زندگی کا مسئلہ معاشی اور اقتصادی مسئلہ ہے۔ پوری قوم مہنگائی کے بوجھ تلے دب گئی ہے، اس مہنگائی کو کیسے ختم کیا جائے؟ قوم کو معاشی سہولیات کیسے دی جائیں؟ دولت کی منصفانہ تقسیم کو کیسے ممکن بنایا جائے؟ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے عرض کروں گا کہ یہ ملک لا الہ الااللہ کے نام پر آزاد ہوا ہے لیکن ہمارا پورا معاشی نظام قرآن و سنت سے متصادم ہے، سود ایک ایسا معاشی نظام ہے جس پر اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تم سود نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ظاہر ہے کہ جو قوم اللہ سے مقابلہ کرے گی، وہ معاشی بحران سے دوچار ہو گی۔ جناب چیئرمین! اسلام کا معاشی فلسفہ زکوٰۃ ہے، عشر ہے، ہبہ ہے اور دولت کو circle میں رکھنا ہے تاکہ پوری قوم تک دولت پہنچ جائے، ہم نے اس کے لیے جو نظام معیشت اپنایا ہے، اس کا خلاصہ یہی ہو گا کہ ہم معاشی crisis میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

جناب چیئرمین! America نے پوری دنیا میں دہشت گردی کو فروغ دیا تو IMF and World Bank نے پوری دنیا پر معاشی دہشت گردی مسلط کی لیکن ہمارا گلہ America سے نہیں ہے، ہمارا گلہ IMF and World Bank سے نہیں ہے، ہمارا گلہ ہے تو اپنے ان حکمرانوں سے ہے کہ وہ ملک میں رہتے ہوئے، ان مشکلات پر قابو پانے کے لیے تیار نہیں ہیں جو ہماری معیشت کو مستحکم کر دیں۔ جناب چیئرمین! مسئلہ بالکل واضح اور سادہ ہے کہ ہم ایک معاشی صورت حال سے دوچار ہیں، حکومت اس کا حل نکالتی ہے کہ اس پر مزید tax لگایا جائے اور tax کے ذریعے اس مشکل کو حل کیا جائے جبکہ House کی اکثریت حکومت کو اس بات کا مشورہ دیتی ہے کہ جب تک

corruption, mismanagement، رشوت، سرمایہ دارانہ نظام اور جاگیردارانہ نظام ملک سے ختم نہیں ہوگا، ہم اس وقت تک اس مسئلے کو حل نہیں کرسکیں گے۔

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ جمعیت علمائے اسلام کی پارلیمانی پارٹی اور مرکزی جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس مشکل مرحلے پر حکومت کو اس طرف متوجہ کریں جس سے ہماری یہ مشکل ہمیشہ کے لیے حل ہو جائے۔ جیسے 8 محکموں کا ذکر کیا گیا جن میں 350 بلین کا خسارہ ہوتا ہے، جب تک ہم حکومت کو اس طرف متوجہ نہیں کریں تو جو مزید ٹیکس لگے گا، مزید دولت آئے گی وہ corruption کی نذر ہو گی۔

جناب چیئرمین: چلیں conclude کر لیجیے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: یہ کام مشکل ہے لیکن ہم حکومت کو اس مشکل میں ایسا مشورہ دیتے ہیں کہ وہ یہ سمجھے کہ اس مسئلے کا بنیادی حل یہی ہے کہ ہم corruption پر قابو پائیں، mismanagement پر قابو پائیں۔ جناب چیئرمین! utility stores پر جو نقصانات ہوتے ہیں ان کے بارے میں ہمارے علم میں آیا ہے کہ باقاعدہ ایک پارٹی انہیں 15 ارب روپے منافع دے رہی تھی لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ میری یہ گزارش اور درخواست ہے کہ اس وقت اگر حکومت انتظامی اخراجات، مراعاتی اخراجات، corruption اقرباء پروری اور معاشی عدم استحکام کی طرف توجہ نہیں دے گی، مزید ٹیکس لگائے گی اور مزید قرضے لے گی تو ہماری آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ اسی وجہ سے ہم اس بل کی مخالفت بھی کرتے ہیں اور حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ ایک اتحادی کے مشورے پر اس بل کو نہ آنے دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! کوئی بھی منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں زاہد صاحب! آپ ہیں۔ سواتی صاحب بیٹھے ہیں۔ سواتی صاحب منسٹر ہیں، مولانا عغفور حیدری صاحب منسٹر ہیں۔ جی عغفران صاحب۔

سینیٹر محمد عغفران خان: جناب والا! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ منسٹر صاحبان میں سے کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: سواتی صاحب! آپ ذرا آگے آجایئے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: یہ اپوزیشن والے منسٹر ہیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر، منسٹر ہے۔

سینیٹر محمد عفران خان: جناب چیئرمین! یہاں پر اہم issue پر بات ہو رہی ہے۔ ہمارے ایوان بالا جس کا نام ایوان بالا، سینیٹ ہے، اس کا یہ حال ہے تو پھر 18 کروڑ عوام کا کیا حال ہو گا۔

جناب چیئرمین: چلیں continue کریں، آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں۔

سینیٹر محمد عفران خان: جناب والا! کل محترم منسٹر صاحب نے اپنی speech میں GST کے بارے میں عرض کیا کہ ہمیں growth بڑھانی ہے۔ سب سے پہلے تو میں منسٹر صاحب کو یہ کہوں گا کہ سیاست میں بہت سی باتیں ہوتی ہیں، جو یہاں corruption ہو رہی ہے، یہاں بڑے بڑے عہدوں پر corrupt لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ہماری سٹیل ملز کا کیا ہو رہا ہے، NIC کا کیا ہو رہا ہے، پٹرولیم کا کیا ہو رہا ہے، OGDCL کا کیا ہو رہا ہے، PIA کا کیا ہو رہا ہے۔ یہاں پر ہمارے جتنے بھی معزز سینیٹر صاحبان نے بات کی ہے، ان سب میں ایک بات مشترک تھی corruption, corruption, بلکہ جو ان کی حکومت کے اتحادی ہیں انہوں نے دوسرے الفاظ میں یہ بات کہی کہ leakage, leakage, ان سب چیزوں کو ملا کر پاکستان کے عوام کا برا حال ہو رہا ہے۔

جناب والا! میں یہاں سب سے پہلے یہ بات کروں گا کہ GST کی بجائے luxury tax لگایا جائے۔ یہاں ہمارے ملک میں تقریباً دو دو کروڑ روپے کی گاڑی آ رہی ہے، BMW سے لے کر Mercedes آتی ہے، Land cruiser آتی ہے اور وہ smuggle ہو کر بھی آتی ہیں۔ جب فرنٹیئر میں IDP's آرہے تھے تو وہ 50 ہزار گاڑیاں لے کر آئے تھے، چند دن پہلے T.V پر آرہا تھا کہ صرف کوئٹہ شہر میں 50 ہزار گاڑی ہے۔ اسی طرح افغانیوں کے Mercedes truck وغیرہ چل رہے ہیں، کسی نے اس پر ایک روپے کی بھی ڈیوٹی ادا نہیں کی۔ میری حکومت سے یہ request ہے کہ وہ اس issue پر ہمارے پارلیمنٹ کے ممبران کو یا دوسروں کو involve کریں اور انہیں بٹھائیں تو میرا اندازہ ہے کہ اس سے 100 بلین بڑے آرام سے آسکتے ہیں۔ اسی طرح پچھلی حکومت نے کاروں پر sales tax لگایا تھا لیکن buses اور ٹرک پر نہیں لگایا تھا، ان پر ڈیوٹی 5% تھی لیکن موجودہ حکومت نے وہ ڈیوٹی کم کر

کے zero per cent کر دی۔ Zero per cent duty ہونے کے باوجود پورے پاکستان میں بلکہ میں اگر پشاور کی بات کروں تو پچھلے 20سال سے کوئی بھی گاڑی registered نہیں ہوئی، لوگوں کی حالت یہ ہے کہ گورنمنٹ دس لاکھ روپے subsidy بھی دے رہی ہے لیکن کوئی خریدنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب پاکستان میں کوئی ایسا واقعہ ہو، جیسے بے نظیر شہید کا واقعہ ہوا تو پانچ سو، ہزار، بارہ سو، تیرہ سو گاڑی جلادی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں امن وامان کی صورتحال بہت بدتر ہے۔

یہاں پر میں دوسری بات پٹرولیم کے بارے میں کروں گا کہ پٹرول میں ملاوٹ ہو رہی ہے، یہاں حکومتی اراکین بیٹھے ہوئے ہیں، کسی کو یہ خیال نہیں کہ ان کے gauge کم ہیں وہ ہوا بھرتے ہیں۔ Suppose اگر ہم 35 بلین ڈالر کی import کر رہے ہیں تو اس میں تقریباً 10 بلین ڈالر پٹرول کی import ہو گی، اگر اس کا gauge ٹھیک ہو اور وہ بغیر ملاوٹ کے ہو تو مجھے اندازہ ہے کہ یہ 50% تک کم ہو سکتی ہے۔ اگر ان چیزوں کی طرف دھیان دیا جائے تو ہمیں GST کی ضرورت نہیں ہو گی۔

اس کے علاوہ ابھی حال ہی میں Afghan Transit Trade کا اہم معاہدہ ہوا ہے۔ انڈیا کو معلوم ہے کہ ان کے پاس نیپال ہے، انڈیا کے structure کے مطابق نیپال کو جو چیز چاہیے ہوتی ہے وہ import کر لیتا ہے لیکن انہیں اس کی ڈیوٹی refund ہو جاتی ہے، وہاں سگریٹ کی ڈبی بھی smuggle نہیں ہو سکتی۔ افغانستان کی جو Afghan Transit Trade ہے، اگر ہماری import 35 billion کی ہے تو افغانستان ہمارے لیے 15 بلین کی import کر رہا ہوتا ہے اور اس 15 بلین import میں سے 80% یہاں دوبارہ واپس آجاتی ہے، ہمارے ڈالروں کی افغانستان میں smuggling بھی ہو رہی ہوتی ہے۔ اس smuggling پر restriction ہونی چاہیے۔ اس وقت فاٹا، سوات اور جو ہمارے دوسرے tribal areas ہیں وہاں سے smuggling ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں وہاں کے لوگوں کی ایک force بنائی جائے، جس میں عمر کی کوئی قید نہ ہو، زیادہ تعلیم کی قید نہ ہو، 20,25ہزار کی ایک force بھرتی کی جائے تو صوبہ پختونخوا میں بے روزگاری کم ہوجائے گی اور اس سے smuggling میں کافی فرق پڑجائے گا۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔

سینیٹر محمد عفران خان: اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک میں بھٹو صاحب کے زمانے میں جب وزارت محنت وافرادی قوت سے لوگ جارہے تھے تو انہوں نے TR gift scheme بنائی تھی کہ

اپنے والدین کو 50لاکھ تک کی گاڑی بھیج سکتے ہیں، آج کل کون بھیج سکتا ہے یا کوئی Mercedes کیسے بھیج سکتا ہے۔ خدا کے لیے ان چیزوں کے بارے میں سوچیں۔ یہ جو ہمارے ہاں غلط import ہو رہی ہے اس سے ہمارا foreign exchange ضائع ہو رہا ہے۔ ان سب چیزوں پر غور کیاجائے تو GST کی کوئی ضرورت نہیں ہو گی۔ میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ عفران صاحب۔ بلیدی صاحب! آپ بسم اللہ کیجیئے۔ آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! مجھے بہت افسوس ہے کہ اس اہم مسئلے پر بحث ہو رہی ہے اور کوئی وزیر موجود نہیں ہے۔پہلے تو یہ کہا جاتا تھا کہ قومی اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہے وہ وہاں مصروف ہیں لیکن اب تو اجلاس نہیں ہے۔ میں نیر بخاری صاحب کی توجہ چاہتا ہوں اور ان سے request کرتا ہوں کہ وہ قائد ایوان ہیں اس کا فوری طور پر نوٹس لیں۔ یہاں کی ساری ذمہ داری ان پر آتی ہے اور یہ بات بھی ان پر ہی آجاتی ہے کہ ان کا ایوان میں کنٹرول نہیں ہے۔وزیروں کی فوج بھرتی کی ہوئی ہے اور تقریباً سو کے قریب وزیر ہیں لیکن وزیر خزانہ اور وزیر مملکت برائے خزانہ سمیت ان میں سے ایک بھی یہاں موجود نہیں ہے اور ہم اس اہم مسئلے پر بحث کر رہے ہیں۔جناب چیئرمین! یہ تو اس ایوان کی توہین ہے۔آپ اس پر اپنی ruling دیں۔

جناب چیئرمین: چلیں بسم اللہ کریں۔میں ruling دیتا ہوں۔پہلے آپ تقریر کرلیں کیوں کہ آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں۔سب نوٹس لے رہے ہیں، آپ سب کو ان باتوں کا wind up میں جواب مل جائے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: دوسری بات یہ ہے کہ اس بل کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ویسے بھی سینیٹ کو اختیار تو نہیں ہے۔میں حیران ہوں کہ ہم سینیٹ میں بحث تو کریں گے لیکن کوئی مانے یا نہ مانے وہ قومی اسمبلی میں جائے گا اور اس پر بحث کرنے کی مجھے کوئی خاص وجہ معلوم نہیں ہو رہی۔

جناب چیئرمین: سب کچھ آئین کے مطابق ہو رہا ہے۔آرٹیکل ۷۳ کے تحت سفارشات جاتی ہیں۔جی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل انتہائی ظالمانہ ہے اور اگر یہ پاس ہو جائے تو پاکستان کی تاریخ میں یہ غریبوں کے لیے انتہائی خطرناک ہو گا اور یہ غریب کش، محنت کش بل ہے۔ اس کے پاس ہونے کے بعد جو بوجھ غریبوں پر پڑے گا اس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ایک مزدور جس کی تنخواہ پانچ ہزار، چھ ہزار، سات ہزار روپے ہے اور اس کے چار پانچ بچے ہوں تو وہ کیسے اپنا بجٹ بنائے گا۔ اپنے بچوں کے تعلیمی اخراجات، کھانے کے اخراجات، سفری اخراجات وہ کیسے پورے کرے گا۔ اگر آپ یہ سب اخراجات نکالیں تو وہ غریب کیا کھائے گا؟ گزشتہ دو تین مہینوں میں ملتان میں وزیراعظم ہاؤس کے سامنے ایک بندے نے خودسوزی کی تھی۔ یہ غریب ملک ہے یہاں تو لوگ اپنے بچوں کو سمندر میں پھینکنے کے لیے تیار ہیں۔ پچانوے فیصد لوگ یہاں غریب ہیں۔ اگر غریبی جرم ہے تو انہی غریبوں کے ووٹوں سے ہم ان ایوانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی وزیر بنا ہے اور کوئی ایم این اے۔ یہاں پر ہم عیاشیاں کر رہے ہیں ٹی اے، ڈی اے لے رہے ہیں۔ وہ غریب طبقہ جو ظلم کی چکی میں پسا ہوا ہے، جو ہاری ہیں، جو مزدور ہیں ان کے ووٹ لے کر یہاں کوئی وزیر بنا ہے اور کوئی ایم این اے، کوئی سینیٹر بنتا ہے۔ آج جو اس بل کا ساتھ دے رہے ہیں، میں کہتا ہوں وہ پوری قوم کے سامنے مجرم ہیں اور اس ملک میں چند محکموں میں جو زیادہ کرپشن ہو رہی ہے، تین چار، چھ محکمے ایسے ہیں جن کی Public Accounts Committee نے نشاندہی بھی کی ہے جن میں NHA, Railways, Utility Stores, TCP, Steel Mills ہیں، ان محکموں میں جو رقم کرپشن کی نذر ہو رہی ہے اگر اس کو اکٹھا کیا جائے تو پانچ سو ارب روپے بن جاتے ہیں اور ہمیں سیلاب زدگان کے لیے پینسٹھ ارب روپے درکار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ جو عیاشیاں ہو رہی ہیں ان کو کم کریں۔ وزیروں کی فوج کو کم کریں، ایوان صدر، ایوان وزیراعظم کے اخراجات کو کم کیا جائے اور وزیروں کے جو بیرون ملک دورے ہیں اور ٹی اے ڈی اے ہے اس کو بند کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کی پھر ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

جناب چیئرمین! بدقسمتی سے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان اپنے فیصلے کرنے میں آزاد نہیں ہے۔ ہم ہر بات پر باہر سے dictation لیتے ہیں۔ ہمیں امریکہ اور ورلڈ بنک کی تمام requirements کو پورا کرنا پڑتا ہے۔ اس سے پہلے پٹرول کی قیمت بڑھا دی گئی اس کا بوجھ بھی غریب عوام کے کندھوں پر آیا۔ لوگ حیران ہیں کہ ہم تو اب دال بھی نہیں کھا سکتے۔ ہم سینیٹر ہیں، ہمیں یہاں سے پیسے

ملتے ہیں، ٹی اے/ڈی اے ملتا ہے، ہماری تنخواہ ہے لیکن ہمیں یہ پتا ہے کہ ہم کس طرح گزارہ کرتے ہیں۔وہ مزدور جو پانچ ہزار روپے ماہانہ لیتا ہے وہ اس مہنگائی کے دور میں کیسے گزارہ کرے گا۔ خدارا! اس کی حالت پر رحم کریں۔

جناب چیئرمین! اس لیے جمعیت العمائے اسلام نے یہ ثابت کردیا۔ ہم نے بڑے غورو خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ہم کبھی بھی اس بل کی حمایت نہیں کریں گے چاہے اس حکومت میں ہیں تب بھی نہیں کریں گے اور ہم اس کے خلاف ووٹ بھی دیں گے لیکن میں ان جماعتوں سے بھی درخواست کرتا ہوں جن سے ان کی بات چیت چل رہی ہے ، ان کا لینے دینے کا معاملہ چل رہا ہے کہ ہمیں یہ دے دو، وہ دے دو ہم حمایت کریں گے۔ میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن خدارا! جو فیصلہ ہم نے کیا ہے، مسلم لیگ (ن) اور(ق) نے کیا ہے، ہمارے اس فیصلے کا ساتھ دیں اور اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ ہم غریبوں کے ساتھ ہیں اور ان کا ساتھ دیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ بلیدی صاحب۔ پرویز رشید صاحب، موجود نہیں ہیں۔جی ہارون خان صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: Thank you Mr. Chairman. آپ نے time limitation دی ہوئی ہے. but I think I am the last speaker.

Mr. Chairman: Second last, Sabir Baloch is there.

سینیٹر ہارون خان: میں کوشش کروں گا کہ پانچ منٹ میں اپنی بات کہہ سکوں۔ I will not like to repeat. There, a lot of stuff has been said and my very senior and honourable colleague who has a good grasp on the economy, has already said a lot, Senator Ishaq Dar Sahib. میں آپ کو صرف simple language میں بتانے کی کوشش کروں گا کہ مسئلہ ہے کیا؟ اور ابھی اس پورے ایوان میں سب لوگ اور تمام پارٹیاں کہہ رہی ہیں کہ ووٹ دینا ہے یا نہیں دینا technically ہونا کیا ہے اور کیا ہونا چاہیے۔ ہماری تین دن meetings ہوتی رہیں اور آج چوتھا دن تھا۔ ہماری Senate Standing Committee, it is very effective committee اور تقریباً ساری پارٹیوں کی اس میں نمائندگی ہے۔ پہلے دن ہماری اس کمیٹی نے stand لیا۔ اس میں ایک constitutional

point پر stand تھا اور باقی economic point پر تھا کہ ہم اس بل کو discuss نہیں کریں گے clause by clause جب تک ہمیں ان چیزوں کی clarification نہیں مل جاتی۔ I am not a lawyer and I do not want to get into the constitutional issue but I understand economics, problem یہ ہے کہ اس بل کی ضرورت کیوں پیش آئی اور ہم Finance Minister Sahib سے سننا چاہتے تھے کہ آپ کو ضرورت پیش اس لیے آئی کہ آپ کو revenue چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ documentation چاہیے تھی۔ اگر آپ کو revenue چاہیے تھا تو آپ نے باقی revenue sources کیوں tap کیں اس پر بہت بحث ہوئی اور اسی کمیٹی سے یہ بات شروع ہوئی ہے کہ زرعی آمدنی ہے کروڑوں روپے کماتے ہیں اور ٹھیک ہے جہاں کم آمدنی ہے وہاں کم لگائیں، جو غریب کسان ہے وہاں کم ہو مگر جو پھٹی، گنے، چاول اور گندم کی قیمتیں ہیں لوگ پیسا کما رہے ہیں اور جب کوئی پیسا کماتا ہے اور ایک خاص حد سے اوپر کماتا ہے تو اس کو بھی اس ملک کے لیے اپنی contribution کرنی چاہیے income tax کی شکل میں اس کے لیے کوئی معافی نہیں ہونی چاہیے۔ ساتھ ساتھ parliamentarians کے اوپر جو اعتراض پریس میں اٹھ رہا ہے اور بار بار آتا ہے کہ فلاں نے چھ ہزار روپے ٹیکس دیا اور فلاں نے پانچ ہزار روپے دیے وہ اس لیے ہے کہ وہ illegal نہیں ہے، ان کی agricultural income ہے اور وہ tax net میں نہیں آ رہی اور ہم نے دوسری بات کی کہ پورے ملک میں ہماری ruling party بھی یہ statement دیتی ہے کہ جاگیرداروں پر ٹیکس لگاؤ۔ ایم کیو ایم بھی یہی statement دیتی ہے اور یہ جو لینڈ مافیا کی بات کر رہے ہیں پورے پاکستان کی آدھی black money وہاں circulate کر رہی ہے، اس پر ٹیکس لگاؤ۔ آپ نے real estate میں Capital Gain Tax کیوں نہیں لگایا پہلے وہ resource tap کرتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ غریب سے غریب تر آدمی پر ٹیکس لگانے جا رہے ہیں ۔آپ کیا impression دے رہے ہیں؟ سب سے پہلے آپ خود تنگی اٹھائیں، آپ نے حکومت کے اخراجات میں ایک فیصد بھی کمی کرنے کے لیے بات نہیں کی۔ آپ اپنے اخراجات کم کرتے۔ یہ تین basic points تھے اور ہم نے meeting کو آگے چلنے نہیں دیا۔ اگلے دن وزیر خزانہ صاحب آئے اور انہوں نے پورا explain کیا اور جیسے کہ ڈار صاحب نے کہا انہوں نے ہمیں challenge کیا خاص طور مجھے دیکھتے ہوئے کیوں کہ میرا point تھا کہ میں آپ کو challenge کرتا ہوں کہ میں آپ کے پاس بیٹھ کر حکومت کے ایک ایک head کے through گزرنا چاہتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ کیسے حکومت کا

and we accepted that challenge and we were looking خرچہ کم کرتے ہیں ahead for him to have that meeting. Plus انہوں نے کہا کہ میں زرعی آمدنی ٹیکس کی حامی بھرتا ہوں - میرے ساتھ باقی پارٹیاں چلیں اور صوبے میرا ساتھ دیں اور مزید انہوں نے کہا میں real estate and land deals ان سب پر ٹیکس لگانے کے لیے تیار ہوں۔ جناب چیئرمین! مگر بات یہ ہے کہ وہ وقت تھا کہ ہم stand لیتے لیکن مجھے وہاں political support نظر نہیں آئی - مجھے کمیٹی کے باہر بہت سی چیزیں اور slogan نظر آئے مگر وہاں مجھے political support نظر نہیں آئی۔ وہاں ہم یہ stand لے سکتے تھے کہ ہم یہ bill discuss نہیں کریں گے - آپ فیصلہ کریں، وزیراعظم اعلان کریں کہ انہوں نے اگلے بجٹ میں agricultural income tax لگانا ہے اور announce کریں کہ باقیوں کی طرح میں اپنے اور اپنی حکومت کے اخراجات میں بھی کمی کرنے لگا ہوں کہ میں 10% across the board slash کروں گا۔

جناب چیئرمین! کمیٹی کس طرح کام کرتی ہے you would know better than anyone of us کہ سینیٹ کا Money Bill پر جو role ہے، 17ویں ترمیم کے مطابق and ratified by 18th Amendment, that is recommendatory. یہ بِل یہاں table ہوا 12 نومبر کو اور 26 نومبر تک کمیٹی نے recommendations دینی ہیں۔ اس وقت آپ نے نوٹس بھیجا کہ ہر سینیٹر، جس جس نے اپنی recommendations دینی ہیں، وہ اس کمیٹی کو دے۔ پھر اس کمیٹی پر لازم ہوتا ہے کہ ہر سینیٹر کی، ہر honourable Member کی ایک ایک recommendation پر discussion کرے، اس recommendation پر اگر تو unanimity ہو تو وہ adopt کی جاتی ہے یا وہ reject ہوتی ہے اور rejection کے باوجود اگر کوئی honourable Member سمجھے کہ وہ recommendation as a minority ایوان میں لے کر آنا چاہتا ہے تو وہ لاسکتا ہے۔

میرے سارے colleagues اور ساری parties نے جو تین دن سے اس بِل کے خلاف بول رہے ہیں، اس کمیٹی کو ایک بھی recommendation نہیں ملی کہ اس Bill کو reject کیا جائے۔ So, how can we discuss tomorrow and how can we vote on the rejection of the Bill tomorrow because the Committee has done its job and the Committee has given its recommendations. وہ ساری سفارشات

اس غریب عوام کے لیے ہیں۔ کیا منوایا ہے ہم نے؟ ہم نے یہ منوایا ہے، ساری کمیٹی نے، the credit goes to the Committee and the Government حکومت مانی ہے کہ medicines جو exempt ہیں اس وقت، وہ exempt رہیں گی اور وہ tax net میں نہیں آئیں گی۔ All food items جو currently exempt ہیں under the current tax laws, they will remain exempted. The Government has agreed to that. کچھ items تھے اسٹیشنری کے اور کچھ powers ایف بی آر کو زیادہ دی جا رہی تھیں، ذرا سا offence کرو پانچ سال قید، فلاں چیز کرو تین سال قید، اس کو ہم نے کہا ہے کہ reconsider کرو۔ اب ان پر کل ووٹنگ ہو گی تو کیا یہ walk out کر جائیں گے؟ موقع rejection کا تھا، آپ لوگ اپنی recommendations بھیجتے، پارٹی کی basis پر بھیجتے، سینیٹرز بھیجتے کہ we reject this Bill in totality. کوئی recommendation نہیں آئی۔ Now, tomorrow is the day to accept or reject the recommendations forwarded unanimously by that Committee. So, I don't know what everybody is talking about. مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ کل ووٹ دینا ہے یا نہیں دینا۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اس میں ووٹ دینا تو ہر ایک کے لیے لازم ہے، اس میں walk out کریں گے تو عوام کو کیسے face کریں گے۔ وہی تو چار چیزیں ہم نے منوائی ہیں۔

جناب چیئرمین! اب آجائیں کہ اس میں مسئلہ کیا ہے۔ یہ ایک بڑی حیرانی کی بات تھی اور کچھ اسحاق ڈار صاحب نے بھی point out کیا ہے کہ انہوں نے اپنا home work نہیں کیا۔ ہم نے ان سے تین دن متواتر پوچھا کہ جناب! اس کا inflation پر impact کیا ہوگا۔ ایک simple سی چیز ہے everybody understands even a layman کہ inflation کا جو پہلا measure ہوتا ہے، وہ Consumer Price Index ہے، پھر ہے Sensitive Price Index تو جب ہم سب یہ کہہ رہے ہیں کہ 600 سے 700 tax items جو exemption سے نکل کر tax net میں آرہے ہیں اور 200 zero rated جن پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، وہ آرہے ہیں، تو اس Consumer Price Index کی basket میں اور Sensitive Price Index کی basket میں جو items ہیں، one by one آپ دیکھیں، ان پر کیا impact ہوگا، دنیا تو آپ کی inflation measure کرے گی CPI اور SPI سے تو ان کے پاس جواب نہیں تھا۔

through Chartered Accountants and I کروائی exercise ہم نے اپنی
انہوں نے don't want to name the company, it is a renowned company.
جو exercise کی ہے اور ہمارے پاس وہ written ہے، presentation بھیجی ہے ساری کمیٹی کو، کہ
Federal Bureau of میں جو basket کی Consumer Price Index ہیں 53 items
Statistics بار بار کہتا ہے، آپ کہتے ہیں کہ Consumer Price Index 16% ہو گیا ہے، ان میں
سے 34 ایسے items ہیں جو اس tax net میں جب آجائیں گے تو inflation پر effect 7% ہوگا۔
14 ایسے items ہیں جو جب اس tax net میں آجائیں گے، ان کا 7 سے 15% effect ہوگا۔ فنانس
منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ inflation کم ہوجائے گی، 4 items ایسے ہیں جن کا 4% سے کم effect
ہوگا۔ Overall average CPI پر کیا effect ہوگا، 13 سے 15 فی صد تک۔ That is where
جب یہ the alarming bells are ringing. What is then going to happen?
VAT جون میں discuss ہورہا تھا، اس وقت حکومت نے contain inflation کرلی تھی، single
digit پر آگئی تھی، مجھے یاد ہے نو یا دس فی صد تھی and it was a declining trend. Since
then, it has gone up. اکتوبر کا مہینہ جو گزرا ہے اس میں that is 16% and going
up. Last week, Sensitive Price Index which is the most sensitive
thing for a poor person جس کی تنخواہ یا آمدنی تین ہزار تک ہوتی ہے that has gone
up to 25%. اب اس کے بعد جب یہ ساری چیزیں tax net میں آئیں گی and it will be
further 13−15%, whether the Government is ready to handle that?

Mr. Chairman: Is it because of the floods?

Senator Haroon Khan: No, this has nothing to do with floods.

یہ floods کا جو کہا جارہا ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ اس کا ایک آدھ per cent کا effect ہوا ہوگا، یہ
inflation آپ کی 9 سے 16 نہیں ہوئی،
this is because of the money that the Government is borrowing from State Bank of Pakistan. This is because of the increase in power tariff that keeps on going. This is because of the increase in petrol prices. This is because of increase in gas prices and this is

because of the corruption and the money that is going on into the Public Sector Enterprises.

یہ ساری چیزیں وہی ہیں جو پچھلے سال تھیں اور حکومت نے کہا تھا کہ ہم ٹھیک کریں گے اور نہیں کیں جس کی وجہ سے یہ impact ہوتا ہے، جس کی وجہ سے آپ IMF کے پاس جاتے ہیں اور اس کے بعد آپ کچھ نہیں کرسکتے تو آپ کو یہ GST لے کر آنا پڑتا ہے۔ آخر میں زد غریب آدمی پر پڑتی ہے۔ یہ ساری اس کی وجوہات ہیں۔ اب ہم کہتے ہیں کہ جی our hands are tight ہم کیا کریں؟ آپ نے اپنے آپ کو اس corner میں ڈالا ہے، آپ لے کر آئے ہیں، آپ پہنچے ہیں، اب آپ کی مجبوری بن چکی ہے تو کیا اس سے زد نہیں پڑے گی۔ آپ نے agricultural income پر ٹیکس لگایا نہیں، آپ نے real estate پر لگایا نہیں، خرچے اپنے کم نہیں کیے تو آپ کے پاس easy target یہی GST ہے۔ اس GST سے ہر آدمی affect ہوگا، غریب زیادہ ہوگا، امیر پر اس کا کوئی خاص effect نہیں ہوگا۔ اب یہ situation ہے، I do not think these people are ready to handle that. Now here is the problem.

یہ جو کہتے ہیں کہ powerful lobby ہے، وزیرِ خزانہ صاحب ہر بات پر کہتے ہیں کہ powerful lobby ہے، بھئی آپ ابھی فیصلے کرنے کی position میں ہیں، آپ فیصلے کریں۔ میں اس seat پر کہہ سکتا ہوں کہ powerful lobby کا مسئلہ ہے I am in Opposition. He is sitting in the driver's seat. Take an action. لگائیں ٹیکس powerful lobby پر۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ جی powerful lobby کو zero rated کیا گیا، یہ zero rated powerful lobby کی وجہ سے نہیں تھی۔ ٹیکسٹائل کو zero rate کیا گیا، leather کو zero rate کیا گیا and some other exporting goods کو اس لیے zero rate کیا گیا کہ انہوں نے یہ دیکھا، exercise کی کہ جو پیسے ان کو مل رہے ہیں ٹیکس میں، اس سے زیادہ refund میں جا رہے ہیں، چوری ہو رہی ہے flying invoices ہو رہی ہیں، تو وہ ساری چیزیں انہوں نے ٹھیک کرلیں۔ اب اتنی powers کے بعد اربوں روپے کے refunds due ہوں گے، وہی mechanism ہے، وہی FBR ہے۔ میں کہتا ہوں، میں accept کرتا ہوں کہ ان کی ایک اچھی choice ہے، ایک اچھا چیئرمین ہے، اس کی اچھی reputation ہے، I accept that but he is here today, may not be there tomorrow. اتنی powers جب FBR کے پاس آئیں گی جبکہ system آپ کا وہی ہے تو

چوری پھر دوبارہ شروع ہو جائے گی۔ یہ سارے کا سارا پیسا جو آپ collect کرنے جا رہے ہیں، یہ حکومت کی treasury میں نہیں آنا، یہ لوگوں کی جیبوں میں بھی جانا ہے۔

جناب چیئرمین! اب کرنا کیا چاہیے؟ میرا خیال ہے کہ if there is political will in this House and if we want to be practical, let us get up tomorrow and let us say کہ ہم یہ recommendations pass کرتے ہیں مگر حکومت باقی resources tap کرے، اپنے خرچے کم کرے اور یہ جو tax 15% لگایا ہے، اس کو 10% کرے۔ غریب عوام کو relief دے۔ We want documentation, we want documentation of retailers, transporters and wholesalers but we also want documentation of all the rich people who are not paying taxes. یہ ساری چیزیں announce کریں اور اس کے بعد we should help the Government, we should move ahead and we should hope that the Government take the necessary steps to handle this Bill. جو ذمہ داری ان کو دی جارہی ہے اس بل کے تحت، they should come up to that. شکریہ۔

Mr. Chairman: Sabir Baloch *sahib*, would you like to say something?

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب! اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو دومنٹ کے لیے بات کروں گا۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا، میں صرف کچھ باتیں کروں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ صنعتی گروپ اور تاجروں کی طرف سے جو احتجاج کیا جارہا ہے، وہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن جو لوگ اپنے آپ کو عوام کا نمائندہ سمجھتے ہیں، جو اپنے آپ کو عوام کا ہمدرد سمجھتے ہیں، جو اپنے آپ کو ملک کا ہمدرد سمجھتے ہیں، جو اپنے آپ کو expert سمجھتے ہیں کہ economy کو ان سے بہتر کوئی سمجھتا اور جانتا نہیں ہے، وہ for the sake of opposition واویلا مچا رہے ہیں، ان کو چاہیے یہ تھا کہ وہ اسمبلی کے اندر، پارلیمنٹ کے اندر یا جو Committees ہیں، وہاں بیٹھ کر بجائے اس کے کہ وہ boycott کریں، بجائے اس کے کہ وہ walk out کریں، وہ اپنی اچھی suggestions وہاں دیتے۔ حکومت نے کبھی نہیں روکا کہ وہ suggestions نہ دیں اور ان کی suggestions کو weight نہیں

دیا جائے گا۔ ایک طرف boycott کرتے ہیں، ایک طرف بات نہیں کرتے، ایک طرف اچھی suggestions کے ساتھ آتے نہیں ہیں اور دوسری طرف بیٹھ کر اختلافات کی باتیں کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں صرف دو تین باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جی ایس ٹی 1990 میں، میرے خیال میں سینیٹر ڈار صاحب probably he was the Finance Minister in those days نافذ کیا گیا تھا۔ اس میں بعد میں کافی exemptions دی گئیں۔ جب بھی سرکاری ملازمین کو یا ٹیکس سے متعلقہ لوگوں کو ضرورت پڑتی، جس کو چاہتے exempt کرتے تھے اور جس کو چاہتے exempt نہیں کرتے تھے۔ پچھلی حکومت میں شوکت ترین صاحب جب وزیر خزانہ تھے، انہوں نے کہا تھا کہ چار سو ملین ڈالر exemption میں corruption کی نذر ہو گئے ہیں۔ اب حکومت نے ایک کام یہ کیا ہے کہ کم از کم ان exemptions کو تو ختم کر دیا ہے۔ ان exemptions کو ختم کرنے سے corruption کا راستہ روکا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج ملک کے حالات کو دیکھیں معیشت پر سیلاب سے جو اثر پڑا ہے، اس کے علاوہ دنیا کے جو حالات ہیں، inflation ہے، ان تمام چیزوں نے پاکستان کی economy پر بھی بہت زیادہ بوجھ ڈالا ہے اور جو یہ RGST لایا گیا ہے، اس میں صرف بیس سے پچیس ارب روپے کا فرق پڑے گا، it's not a big deal, قوموں کے لیے یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ اس میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ اپوزیشن میں جو لوگ بیٹھے ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ حکومت کو support کریں، حکومت کو suggestions دیں، بجائے اس کے کہ وہ بائیکاٹ یا دوسری چیزوں پر چلے جائیں۔

جناب والا! اس وقت آپ دیکھیں کہ جتنے بھی بڑے بڑے تاجر ہیں، stock exchanges کے جو کاروباری حضرات ہیں، غیر ملکی کرنسی کے جو کاروباری حضرات ہیں، ان کی اربوں روپے کی آمدنی ہے لیکن وہ پندرہ ہزار سے زیادہ ٹیکس ادا نہیں کرتے جو کہ ایک گریڈ سترہ کے officer کے ٹیکس کے برابر ہے۔ جتنا ٹیکس ایک گریڈ سترہ کا officer دیتا ہے، پاکستان میں بڑی بڑی multi-national companies کا tax ratio بھی اُتنا ہی ہے۔ جناب والا! یہ بات سمجھنے کی ہے۔ مجھے پتا ہے کہ چیزوں کو اِدھر سے اُدھر لے جایا جا رہا ہے لیکن آخر میں، میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ there shall be no fix tax, reduce tax, enhance tax, retail price tax and special tax scheme under the new GST system. Thank you.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ جناب چیئرمین! جیسا کہ میرے دوست ہارون صاحب نے کہا کہ there were three people, who have given their recommendations, ایک میری طرف سے، ہماری پارٹی کی طرف سے آئی تھی، ایک ہارون صاحب نے تفصیل سے لکھی تھی اور ایک پروفیسر خورشید صاحب کی تھی۔ ان تینوں recommendations پر threadbare discussion ہوئی ہے۔ انہوں نے ہماری ایک recommendation کو تسلیم نہیں کیا، ہماری recommendation یہ تھی کہ Cantonment Boards میں جو government servants رہائش پذیر ہیں، ان پر property tax نہیں ہے۔ FBR والوں نے ہمیں کہا کہ یہ ہمارا subject نہیں ہے، we cannot do it, this is not our subject. اس پر FBR کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ ہم نے جو کوشش کی الحمدللہ اس میں ہم نے اپنی ten proposals دی تھیں، ان میں سے پانچ proposals مان لی گئی ہیں۔ ہماری ایک تجویز تھی کہ بچوں کے diapers پر sales tax نہیں ہونا چاہیے، وہ کہتے ہیں کہ یہ already sales tax net میں شامل ہے۔ جو چیز sales tax net میں موجود ہے تو اس کو نہیں نکالا جا سکتا۔ ہماری تجویز تھی کہ ادویات جو کہ basically غریب لوگوں کے لیے ضروری ہوتی ہیں، اس کے علاوہ ہم چار پانچ ممبران کی اکٹھی recommendations تھیں، ان پر discussion ہوئی کہ food items, پر exemption تو جو 1990 سے food items exempt تھے ان پر ہماری ساری recommendations کو مانا گیا ہے۔ اس کے بعد books and stationery پر ہماری recommendation مانی گئی۔ ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ ڈبوں والے جو مصالحہ جات ہیں تو انہوں نے کہا کہ مصالحہ جات وغیرہ already tax net میں ہیں، مثلاً National Foods اور دوسرے مصالحہ جات ہیں، they are already paying sales tax from 1990 تو آپ ان کو کیسے نکالیں گے؟ ہم نے کہا چلیں وہ بھی ٹھیک ہے۔ اس کے بعد دودھ وغیرہ کے لیے ہم چار پانچ آدمیوں کی recommendation تھی اور اس پر ہم نے پوری discussion کی۔ جناب والا! ہارون اختر صاحب گواہ ہیں کہ میں نے کہا کہ capability نہیں ہے، دیکھیں انہوں نے textile پر sales tax zero rated کیوں کیا تھا؟ اس لیے کیا تھا کہ textile نے جتنا sales tax دیا تھا اس سے double refund لے لیا۔ میں نے ان کو یہ کہا کہ آپ

نے capability بنا لی ہے، کیا آپ کے پاس اتنی capacity ہے، یہ ساری down stream تک کیسے جائے گی۔

جناب والا! اس کے علاوہ جن لوگوں نے فراڈ کیا، کوئی بھی چیز export نہیں کی اور دو دو، تین تین ارب روپے کے sales tax refund لے گئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اس کو بھی روک سکیں گے؟ میں نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ پنجاب میں ساڑھے چار لاکھ یا پانچ لاکھ ٹن تیل بنایا جاتا ہے، آپ کو کبھی اس پر ایک بھی پیسا sales tax کی مد میں نہیں ملا ہے، آپ پچھلے چالیس پچاس سالوں میں اس کو gain نہیں کر سکے ہیں، اب کیسے gain کریں گے؟ آپ یہ RGST نیچے down stream تک کیسے لے کر جائیں گے؟ ہماری پارٹی documentation کے خلاف نہیں ہے لیکن ہماری پارٹی کہتی ہے کہ fair documentation ہونی چاہیے۔ ہم نے vote of dissent دیا، ہم نے صحیح بات کی ہے، جیسے ہارون صاحب نے کہا کہ جو لوگ ارب پتی اور کھرب پتی ہیں، ان پر تو sales tax نہیں ہے، ہم جیسے middle class والے لوگوں پر sales tax ہے۔ جو لوگ چار چار ہزار، دس دس ہزار ایکڑ زمینوں کے مالک ہیں، ان پر sales tax نہیں ہے، جن کے باغات ہیں، جنہوں نے گنا کاشت کیا ہوا ہے، جن کے آم کے یا کیلے کے باغات ہیں، ان پر sales tax نہیں ہے، وہ اربوں روپے کماتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے آئین کے مطابق income from the agricultural tax is a provincial subject ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ مجھے پتا ہے کہ آپ اس وقت آئین دیکھ رہے ہیں، جناب والا! وہ Article 74 ہے۔ کم از کم کوئی یہاں پر اٹھ کر یہ تو کہہ دے کہ ہم ایک کمیٹی بناتے ہیں اور اس کمیٹی کے تحت ہم کوشش کرتے ہیں کہ اگلے سال سے یہ چیز صوبائی حکومتوں سے لے کر وفاقی حکومت کے تحت لے آئیں گے۔ ہمیں یہ کہا گیا کہ ہم provincial autonomy کے بڑے دعوے دار ہیں، میں نے کہا کہ ہم provincial autonomy کے دعوے دار ہیں۔ ہم بچپن سے جب سے پیدا ہوئے ہیں، اس وقت سے provincial autonomy کی بات کرتے ہیں۔ الحمدللہ ہم نے 18th Amendment میں provincial autonomy لی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ جو taxes ہیں، یہ وفاق collect کرے یا اس کی کوئی کمیٹی بنا لیں۔ عام لوگوں پر تین لاکھ سے زیادہ کی آمدنی پر sales tax ہے، ہم کہتے ہیں کہ اس کو پانچ لاکھ سے زیادہ پر کر لیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر کل کوئی وزیر یہ کہہ دے کہ ہم اس پر discuss کریں گے، کمیٹی بناتے ہیں، کچھ کرتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو

آئی ہیں، یہ recommendations unanimous recommendations آئی ہیں۔ اگر ان unanimous recommendations کو منظور نہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

Mr. Chairman: We will follow the rules tomorrow. The names of those members who were not present at that time and their names were called stands dropped, as we have time constraint. The Finance Minister will wind up the discussion and we will also finalize the recommendations made by the Standing Committee on Finance tomorrow. Now the House stands adjourned to meet again on Friday, the 26th November, 2010 at 10:00 a.m in the morning. Thank you.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 26th November, 2010 at 10:00 a.m]